ماہنامہ انصاراللہ ربوہ

مئی ۱۹۹۸ء

(ایڈیٹر)
نصراللہ خاں ناصر

راستبازوں کے وارث

حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"..... دُنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جُدا کرتی ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ وہ درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔ اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اس فتح سے بہتر ہے جو موجبِ غضبِ الٰہی ہو۔ اس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دل ہو کر اس کی طرف آجاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر، اپنی لذات چھوڑ کر، اپنی عزت چھوڑ کر، اپنا مال چھوڑ کر، اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اُٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے اور تم اُن راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے..."

(روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۷)

احمدی انصار کی تربیت کے لئے

ماہنامہ
انصار اللہ ربوہ

ہجرت ۱۳۷۷ ہش

مئی ۱۹۹۸ء

ایڈیٹر
نصر اللہ خاں ناصر

○

پبلشر:۔ چوہدری محمد ابراہیم
پرنٹر:۔ قاضی منیر احمد
مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت:۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

اس شمارہ میں

جلد نمبر	۳۹
شمارہ نمبر	۵

شرح چندہ

پاکستان ——— ساٹھ روپے سالانہ
قیمت فی پرچہ ——— چھ روپے

اداریہ

"قدرتِ ثانیہ" کا مبارک نظام

غلبہ دینِ حق کی عظیم الشان خوشخبری

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے مامورین مبعوث فرماتا ہے تو چونکہ اصلاح خلق کا کام ایک لمبے عرصہ کا متقاضی ہوتا ہے۔ اس لئے رشد و ہدایت کے کام کی تکمیل کے لئے نظام خلافت کو جاری فرماتا ہے۔ اس طرح نظام خلافت تتمہ اور تکملہ ہے نبوت کا' کہ جس کے ذریعہ آسمانی برکات لمبے عرصہ پر محیط ہوتی ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد نظام خلافت کی خبر دی اور پھر نشاۃ ثانیہ کے دور میں خلافت علیٰ منہاج النبوت کا ذکر فرما کر سکوت فرمایا۔ گویا کہ دور آخرین میں اس مبارک نظام کا تسلسل نہ ٹوٹے گا اور نہ اس میں کوئی تعطل واقع ہو گا۔

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہؑ نے اپنے قرب وفات کی خبریں پا کر جب رسالہ الوصیت تحریر فرمایا' تو اللہ کی اسی قدیمی سنت کا ذکر کیا اور اسے قدرت ثانی کا نام دیا اور اسکی تشبیہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے دی۔

آپ نے قدرت ثانیہ کی اس عظیم الشان خوشخبری کے چند اہم نکات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

○ "خدا تعالیٰ کی سنت ہے .... کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے...... جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے ..... لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا...... ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں"

○ "دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے .... تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے ...... جیسا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے وقت میں ہوا .... خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا"

- "...... قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے..... اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے"
- "..... تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔
- "وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا"
- "وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔"
- پھر اسی پس منظر میں فرمایا "خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا"
- "میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے"

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۴ تا ۳۰۶)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں جن بنیادی نکات کا ذکر فرمایا ہے اس سے یہ امر واضح ہے اور ہر صاحب ایمان و بصیرت سمجھ سکتا ہے کہ "دوسری قدرت" سے کیا مراد ہے "قدرت ثانی" کو کس سے مماثلت دی گئی ہے۔ وہ قدرت ثانیہ نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا وغیرہ۔

پس یہ حقیقت ہے "قدرت ثانیہ" خلافت کا ہی دوسرا نام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے سلسلہ احمدیہ میں اس مبارک نظام کے تا قیامت جاری رہنے کا وعدہ فرمایا ہے اور اس وعدہ کے مطابق ہی حضرت اقدسؑ کے بعد "اور وجود" ردائے خلافت کو زیب تن کئے ہوئے منصب امامت پر متمکن ہوں گے۔

آج جماعت احمدیہ ہی وہ خوش نصیب جماعت ہے جس کو "قدرت ثانیہ" کا مبارک نظام نصیب ہے جو ایک طرف جماعت کے ایمان اور عمل صالح پر فائز ہونے کا ثبوت ہے تو دوسری طرف دین حق کے غلبہ کی ضمانت ہے اور یہ امر واقعہ ہے کہ ایک ماہتاب خلافت کے بعد دوسرا ماہتاب خلافت طلوع ہوتا آرہا ہے جس کی روشنی میں یہ کارواں اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے مبارک ہیں وہ جو اس نظام سے اخلاص اور اطاعت و وفا کا تعلق رکھتے ہوئے حَبْلُ اللّٰہ کو تھامے ہوئے ابدی نجات کے وارث ہیں۔

امام الکلام

"میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے"

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام رسالہ الوصیّت میں فرماتے ہیں :-

" سواے عزیزو! جبکہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سُنّت کو ترک کر دیوے۔ اِس لئے تم میری اِس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پَیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا سو ضرور ہے کہ تم پر میری جُدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچّا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائیگا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دُنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دُنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہُوا اور میں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اَور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرتِ ثانیہ کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دُعا کرتے رہو۔ اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دُعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۰۵، ۲۰۶)

”اپنے تئیں نیک نمونہ بناؤ“

حضرت خلیفۃ المسیح الاول ..... فرماتے ہیں:-

”عیب شماری کی طرف ہر وقت متوجہ رہنا ٹھیک نہیں کچھ اپنی اصلاح بھی چاہئے۔ ہمیشہ کسی دوسرے کی عیب چینی سے پہلے اپنی گذشتہ عمر پر نگاہ ڈالو کہ ہم نے اتباع رسول پر کہاں تک قدم مارا اور اپنی زندگی میں کتنی تبدیلی کی ہے۔ ایک عیب کی وجہ سے ہم کسی شخص کو برا کہہ رہے ہیں۔ کیا ہم میں بھی کوئی عیب ہے یا نہیں اور اگر اسکی بجائے ہم میں یہ عیب ہوتا اور ہماری کوئی اس طرح غیبت کرتا تو ہمیں برا معلوم ہوتا یا نہیں۔ حضرت صاحب کے زمانہ میں کسی نے ایک شخص کو جھوٹا کہہ دیا اس پر وہ بہت جھنجھلایا کہ اوہ ہم جھوٹے ہیں! فرمایا کیا اس شخص نے کبھی جھوٹ نہیں بولا جو اتنا ناراض ہو رہا ہے اسے چاہیئے تھا کہ اپنی پچھلی عمر کا مطالعہ کرتا اور دیکھتا کہ آخر کبھی تو میں نے جھوٹ بولا اور خدا نے ہمیشہ ستاری کی ہے.....

پس میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ معائب کی طرف خیال نہ کرو بلکہ خوبیوں کو دیکھو۔ ہمارے بیانوں کا قرآن مہیمن ہے اس کے آخیر میں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ہے ایسا نہ ہو کسی طرح ابتلاء آ جائے اور کوئی بات ہمیں بے ایمان کردے.....

اللہ کو بہت یاد کرو۔ ہر وقت دعا میں لگے رہو اور اپنی حالت کی تبدیلی کرنے کی کوشش کرو۔ تم اس وقت دوسری قوموں کے لئے نمونہ ہو۔ پس اپنے تئیں نیک نمونہ بناؤ۔ امام ابو حنیفہؒ ایک دفعہ کہیں جا رہے تھے ایک لڑکے کو دیکھا جو کیچڑ میں دوڑا دوڑا جا رہا ہے آپ نے اسے فرمایا کہ دیکھو میاں لڑکے کہیں پھسلتے ہو۔ لڑکے نے کہا آپ اپنا خیال رکھئے کیونکہ میں پھسل گیا تو خیر صرف مجھے تکلیف پہنچے گی مگر آپ کے پھسلنے سے ایک جہان پھسلے گا۔ امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں اس سے بہتر کسی کی نصیحت نے مجھ پر اثر نہیں کیا اور یہ ہے بھی سچ۔ اِذَافَسَدَ الْعَالِمُ فَسَدَ الْعَالَمُ۔ اسی طرح تمہاری لغزش کا اثر صرف تمہیں تک محدود نہیں بلکہ دور تک جاتا ہے۔ پس سوچ سوچ کر قدم اٹھاؤ۔ حضرت صاحب کے زمانہ میں آپ کے سامنے کسی نے کہا کہ فلاں آدمی میں یہ عیب ہے! فرمایا کیا تو نے اس کے لئے چالیس روز رو رو کر دعا کرلی ہے جو مجھ سے شکایت کرتا ہے۔ میرا دوست اگر ملے اور اس نے شراب بھی پی ہو تو میں اسے خود اٹھا کر کسی محفوظ مکان میں لے جاؤں اور پھر اس کی اصلاح کروں......

واعظ کو چاہئے کہ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ پر عمل کرے اور ایسی طرز میں کلمۂ حکمت گوش گزار کرے کہ کسی کو برا معلوم نہ ہو۔“

(خطبات نور جلد دوم صفحہ ۲۴ تا ۲۶)

عربی منظوم کلام

○

اَبْرِیُ الْھُمُوْمَ بِمَشْرَقِیَّةِ فَضْلِهٖ　　وَاللّٰهُ کَافٍ لِیْ وَنِعْمَ الرَّاعِیْ

مَیں غموں کا علاج اس کے فضل کی تلواروں سے کرتا ہوں اور اللہ ہی میرے لئے کافی ہے اور کیا خوب نگہبان ہے

یَا رَبِّ اٰمَنَّا بِاَنَّكَ وَاحِدٌ　　رَبَّ السَّمَاءِ وَخَالِقَ الْغَبْرَاءِ

اے میرے ربّ! ہم ایمان لائے کہ تُو واحد ہے۔ آسمان کا پروردگار اور (خاکستری) زمین کا خالق

اٰمَنْتُ بِالْکُتُبِ الَّتِیْ اَنْزَلْتَھَا　　وَبِکُلِّ مَا اَخْبَرْتَ مِنْ اَنْبَاءِ

مَیں ان تمام کتابوں پر ایمان لایا جو تُو نے نازل فرمائیں اور ان تمام پیشگوئیوں پر بھی جن کی تُو نے خبر دی ہے

یَا مَلْجَئِیْ اَدْرِكْ فَاِنَّكَ مَوْئِلِیْ　　یَا کَھْفِیْ اِعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّغْبَاءِ

اے میری پناہ! مجھے سنبھال کہ تُو ہی میری سپر ہے۔ اے میری جائے پناہ! مجھے (کمینوں کے) شور و شر سے بچا لے

یَا رَبِّ اَیِّدْنِیْ بِفَضْلِكَ وَانْتَقِمْ　　مِمَّنْ یَدُسُّ الدِّیْنَ تَحْتَ عَفَاءِ

اے میرے ربّ! اپنے فضل سے مجھے قوّت و طاقت بخش اور اس سے انتقام لے جو دین کو مٹی میں دباتا ہے

لَا یَعْلَمُوْنَ نِکَاتِ دِیْنِ الْمُصْطَفٰی　　وَتَھَالَکُوْا فِیْ بُخْلِھِمْ وَرِیَاءِ

یہ لوگ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے نکات کو نہیں جانتے اور اپنے ہی بُخل اور ریاء میں ہلاک ہو رہے ہیں

یُؤْذُوْنَنِیْ قَوْمٌ اَضَاعُوْا دِیْنَھُمْ　　نَجْسُ الْمَقَاصِدِ مُظْلِمُ الْاٰرَاءِ

وہ مجھے اذیت دیتے ہیں۔ وہ ایسی قوم ہیں جنہوں نے اپنا دین ضائع کر دیا۔ ناپاک مقاصد اور تاریک آراء والے

خَشُّوْا وَلَا یَخْشَی الرِّجَالُ شُجَاعَةً　　فِیْ نَائِبَاتِ الدَّھْرِ وَالْھَیْجَاءِ

انہوں نے ڈرایا مگر مردانِ خدا اپنی بہادری کی وجہ سے نہیں ڈرتے زمانے کے مصائب اور جنگ میں

(منن الرحمٰن۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۱۷۰، ۱۷۱)

فارسی منظوم کلام

ہر آں کو بدنیائے دُوں مبتلا است گرفتارِ رنج و عذاب و عنا است

ہر وہ شخص جو حقیر دُنیا کے پیچھے پڑا ہے وہ رنج، عذاب اور تکلیف میں گرفتار ہے

برست آنکہ بر موت دارد نگاہ بریدہ ز دُنیا دو دیدہ براہ

جو موت کی طرف نظر رکھتا ہے وہی آزاد ہے دُنیا سے کٹ کر اُس کی دونوں آنکھیں صراطِ مستقیم پر لگ گئیں

سفر کردہ پیش از سفر سُوئے یار کشیدہ ز دُنیا ہمہ رخت و بار

مرنے سے پہلے وہ یار کی طرف سفر کر گیا اور دُنیا سے اپنا سب سامان اور اسباب نکال کر الگ کر لیا

پئے دارِ عقبےٰ کمر بستہ چُست رہا کردہ سامان ایں خانہ سُست

آخرت کے لئے اپنی کمر کس کر باندھ لی اور اِس نکمّے گھر کا سامان چھوڑ دیا

چو کارِ حیات است کارِ نہاں ہماں بہ کہ دل بگسلی زیں مکاں

چونکہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں اِس لئے یہی مناسب ہے کہ تُو اِس مکان سے دل کو چھڑا لے

چو آخر ز دُنیا سفر کردن است چو روزے زیں رہ گذر کردن است

جب آخر کار دُنیا سے سفر کرنا ہی پڑے گا اور ایک دن اِس راہ سے گذر جانا ہو گا

چرا عاقلے دل بہ بندد دراں کہ ناگاہ وزد بر گلِ اُو خزاں

تو پھر عقلمند اِس سے دل کیوں لگائے جب یکدم اس کے پھولوں پر خزاں کی ہوا چلے گی

چرا دل نہ بندی بداں دلستاں کہ مہرش رہاند ز بندِ گراں

تُو اُس معشوق سے اپنا دل کیوں نہیں لگاتا جس کی محبت قیدِ شدید سے آزاد کر دیتی ہے

(رسالہ الوصیّت ایڈیشن اوّل مطبوعہ ۱۹۰۵ء)

سلسلہ احمدیہ میں قدرتِ ثانیہ کا ظہور

"میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے" (حضرت مسیح موعودؑ)

تحریر: صفدر نذیر گولیکی (مربی سلسلہ احمدیہ)

اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہ سنت ہے کہ اصلاح خلق کے لئے جب وہ انبیاء و مرسلین کو مبعوث فرماتا ہے۔ تو ان کے بعد رشد و ہدایت کے کام کی تکمیل کے لئے نظام خلافت قائم فرماتا ہے۔ اسی سنت قدیمہ کے مطابق حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے سلسلہ احمدیہ میں اپنی دوسری قدرت ظاہر کرنے کا وعدہ فرمایا۔ جس کو نہایت شرح و بسط سے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں بیان فرمایا:۔

"یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے۔ کہ وہ ان نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشا ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے اندر رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی اور ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔"

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔

۱- اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔

۲- دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور کئی بد قسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو آخیر تک صبر کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق ؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا۔ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْناً (النور:56) یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔ (الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304، 305)

قدرت ثانیہ کے متعلق مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں "اے عزیزو۔ جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمھارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمھارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمھارے لیے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمھارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمھارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمھارے ساتھ رہے گی" (الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305)

پھر آپ نے اسی تسلسل میں فرمایا:

"میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمھیں دکھا دے کہ تمھارا خدا ایسا قادر ہے" (الوصیت روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 306)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تحریرات قدرت ثانیہ کے ظہور سے متعلق نہایت واضح ہیں کسی تشریح کی محتاج نہیں حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنے بعد خلافت کے دائمی نظام کے ظہور کی خبر دی۔ اور اپنی جماعت کی نسبت وعدہ فرمایا:۔

"خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمھاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے" (الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305، 306)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اس نظام کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"..... یہ ایک جماعت ہے اور جماعت بھی ایسی جس کی اللہ تعالیٰ نے خود بنیاد رکھی ہے اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کی راہنمائی کرتا رہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی حقیقتاً تمام روشنی کا منبع ہے۔ اس جماعت کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ اور قرآن کریم کی عظمت اور شان کو دوبارہ قائم کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے۔ یہی جماعت انسانیت کی امیدوں کا مرجع اور اس کے درخشندہ مستقبل کی ضامن خلافت قدرت ثانیہ ہے ..... یہ بات تو واضح ہے کہ مہدیؑ جسمانی طور پر ہمیشہ تو اس دنیا میں نہیں رہ سکتے تھے۔ لیکن خلافت رہ سکتی ہے۔ اور انشاء اللہ قائم رہے گی درحقیقت خلافت (دین حق) کی ان برکات کے تسلسل کا نام ہے جو مہدی معہود دوبارہ دنیا میں لائے تھے" (الفضل ۱۴ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۴)

نیز فرمایا:۔

(اللہ تعالیٰ) نے جب یہ کہا کہ میں نے خلافت کو ان برکتوں اور رحمتوں کے نزول کے لیے قائم کیا ہے تو دنیا جو مرضی سمجھتی رہے اپنے یا غیر جو مرضی کہتے رہیں اللہ تعالیٰ کی برکات اور رحمتیں تو خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں وہ اپنے بے شمار فضل جماعت پر کر رہا ہے۔ (الفضل ۲۲ جولائی ۱۹۷۰ء صفحہ ۴)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ کا وصال اور قدرت ثانیہ کا ظہور

حضرت اقدسؑ نے ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء کو "پیغام صلح" کتاب مکمل کی بوقت شام احباب کے درمیان جلوہ افروز ہوئے مگر رات کو ضعف زیادہ ہو گیا اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو نو بجے کے بعد حضورؑ کی حالت زیادہ تشویشناک ہو گئی .... قریباً ساڑھے دس بجے دو ایک دفعہ لمبے سانس آئے روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اور خدا کا برگزیدہ اور دین حق کا یہ فتح نصیب جرنیل اپنے عشاق کو سوگوار چھوڑ کر اپنے آسمانی آقا کے حضور حاضر ہو گیا۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا وصال چونکہ لاہور میں ہوا تھا۔ آپ کا جنازہ قادیان پہنچا سب سے پہلا کام جو سلسلہ کے مقتدر بزرگوں نے اس وقت کیا وہ خلافت کے لیے حضرت حکیم مولانا نورالدین ..... کا انتخاب تھا سب کی نظریں حضرت حکیم مولانا نورالدین ..... کی طرف اٹھیں اور بیعت کے لئے درخواست کی گئی آپ نے کچھ تردد کے بعد فرمایا

"میں دعا کے بعد جواب دوں گا چنانچہ وہیں پانی منگایا گیا آپ نے وضو کیا اور غربی کوچہ کے متصل دالان میں نماز نفل ادا کی۔ اس عرصہ میں احباب باہر صحن میں انتظار کرتے رہے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے فرمایا "چلو ہم سب وہیں چلیں جہاں ہمارے آقا کا جسد اطہر ہے اور جہاں ہمارے بھائی انتظار میں ہیں" چنانچہ حضرت مولوی صاحب کی معیت میں تمام حاضرین باغ میں پہنچے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے سب دوستوں کے سامنے جو باغ میں اپنے محبوب آقا کی نعش کے پاس جمع تھے کھڑے ہوئے اور حضرت مولوی نورالدین صاحب کی خدمت میں بطور

نمائندہ مندرجہ ذیل تحریر پڑھ کر سنائی۔	(الفضل ۲۳ فروری ۱۹۵۵ء)

"اما بعد مطابق فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام مندرجہ رسالہ الوصیت ہم احمدیان جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں اس امر پر صدق دل سے مطمئن ہیں کہ اول المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نورالدین صاحب جو ہم سب میں سے اعلم اور اتقی ہیں اور حضرت امام کے سب سے زیادہ مخلص اور قدیمی دوست ہیں اور جن کے وجود کو حضرت امام علیہ السلام اسوہ حسنہ قرار فرما چکے ہیں۔ جیسا کہ آپؑ کے شعر

چہ خوش بودے اگر ہر یک زِ امت نوردین بودے	ہمیں بودے اگر ہر دل پُراز نورِ یقیں بودے

سے ظاہر ہے کے ہاتھ پر احمد کے نام پر تمام احمدی جماعت موجودہ اور آئندہ نئے ممبر بیعت کریں اور حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئیندہ ایسا ہی ہو۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔"	(بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

حضرت مولوی نورالدین صاحب..... کی دردانگیز تقریر

حضرت مفتی محمد صادق صاحب ..... جب مذکورہ بالا تحریر سنا چکے تو حضرت مولوی نورالدین صاحب ..... کھڑے ہوئے، اور تشہد و تعوذ اور آیت وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ - - - - - - - - - - کی تلاوت کے بعد ایک دردانگیز تقریر کی جس میں فرمایا:۔

"میری پچھلی زندگی پر غور کرلو۔ میں کبھی امام بننے کا خواہشمند نہیں ہوا۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم امام الصلوٰۃ بنے تو میں نے بھاری ذمہ داری سے اپنے تئیں سبکدوش خیال کیا تھا۔ میں اپنی حالت سے خوب واقف ہوں اور میرا رب مجھ سے بھی زیادہ واقف ہے۔ میں دنیا میں ظاہرداری کا خواہشمند نہیں۔ میں ہرگز ایسی باتوں کا خواہشمند نہیں۔ اگر خواہش ہے تو یہ کہ میرامولیٰ مجھ سے راضی ہو جائے۔ اس خواہش کے لئے میں دعائیں کرتا ہوں اور قادیان بھی اسی لئے رہا اور رہتا ہوں اور رہوں گا۔ میں نے اسی فکر میں کئی دن گزارے کہ ہماری حالت حضرت صاحب کے بعد کیا ہوگی اسی لئے میں کوشش کرتا رہا کہ میاں محمود کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے۔ حضرت صاحب کے اقارب میں اس وقت تین آدمی موجود ہیں۔ اول میاں محمود احمد وہ میرا بھائی بھی ہے میرا بیٹا بھی اس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں۔ قرابت کے لحاظ سے میرناصر نواب صاحب ہمارے اور حضرت کے ادب کا مقام ہیں تیسرے قریبی نواب محمد علی خاں صاحب ہیں۔ اسی طرح خدمت گزاران دین میں سے ..... اور بھی کئی اصحاب ہیں۔"

"پس میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جن عمائد کا نام لیا ہے ان میں سے کوئی منتخب کر لو میں تمہارے ساتھ بیعت کرنے کو تیار ہوں۔ اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سن لو کہ بیعت بک جانے کا نام ہے۔ ایک دفعہ حضرتؑ نے مجھے اشارتاً فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا۔ سو اسکے بعد میری ساری عزت اور سارا خیال انہی سے وابستہ ہو گیا اور میں نے کبھی وطن کا خیال تک نہیں کیا۔ پس بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے۔"

آخر میں فرمایا:۔

"اب تمہاری طبیعتوں کے رخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہو گی اگر یہ بات تمہیں منظور ہو تو میں طوعاً و کرہاً اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں۔"

وہ بیعت کے دس شرائط بدستور قائم ہیں۔ ان میں خصوصیت سے میں قرآن کو سیکھنے اور زکوٰۃ کا انتظام کرنے والے عاملین کے بہم پہنچانے اور ان امور کو جو وقتاً فوقتاً اللہ میرے دل میں ڈالے شامل کرتا ہوں۔ پھر تعلیم دینیات، دینی مدرسہ کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہو گی۔ اور میں اس بوجھ کو صرف اللہ کے لئے اٹھاتا ہوں جس نے فرمایا وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ۔

"یاد رکھو کہ ساری خوبیاں وحدت میں ہیں جس کا کوئی رئیس نہیں وہ مرچکی۔ فقط" (بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول کی اس تقریر پر سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم آپ کے احکام مانیں گے۔ آپ ہمارے امیر ہیں اور ہمارے مسیح کے جانشین ہیں۔ چنانچہ باغ میں ہی قریباً بارہ سو احباب نے بیعت کی۔

۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو قدرت ثانیہ کا ظہور اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ حضرت حکیم مولانا نورالدین ......کے انتخاب میں خدا تعالیٰ کا ہاتھ کار فرما تھا۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ ایک ایسے ہاتھ پر مومنوں کا جمع ہونا مشیت الٰہی ہے۔ اور ایسے منتخب وجود کا مقدر کامیابی ہوتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول .... فرماتے ہیں۔

"جناب الٰہی کا انتخاب بھی ایک انسان ہی ہوتا ہے۔ اسکو کوئی ناکامی پیش نہیں آتی وہ جدھر منہ اٹھاتا ہے۔ ادھر ہی اس کے واسطے کامیابی کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور باب فضل، شفا، نور۔ رحمت کھلتا ہے۔"

(الحکم ۱۰ فروری ۱۹۰۰ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"خلیفہ اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے اگر بندوں پر اس کو چھوڑا جاتا تو جو بھی بندوں کی نگاہ میں افضل ہوتا اسے ہی وہ اپنا خلیفہ بنا لیتے لیکن خلیفہ خود اللہ تعالیٰ بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں۔ وہ اپنے ایک کمزور بندے کو

چنتا ہے جس کے متعلق دنیا سمجھتی ہے کہ اسے کوئی علم حاصل نہیں۔ کوئی روحانیت اور بزرگی اور طہارت اور تقویٰ حاصل نہیں اسے وہ بہت کمزور جانتے ہیں اور بہت حقیر سمجھتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ اس کو چن کر اس پر اپنی عظمت اور جلال کا ایک جلوہ کرتا ہے اور جو کچھ وہ تھا اور کچھ اس کا تھا اس میں سے وہ کچھ بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور خدا تعالیٰ عظمت اور جلال کے سامنے کلی طور پر فنا اور نیستی کا لبادہ پہن لیتا ہے اور اس کا وجود دنیا سے غائب ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی قدرتوں میں وہ چھپ جاتا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیتا ہے اور جو اس کے مخالف ہوتے ہیں انہیں کہتا ہے کہ مجھ سے لڑو اگر تمھیں لڑنے کی تاب ہے۔ یہ بندہ بے شک نحیف کم علم، کمزور، کم طاقت، اور تمھاری نگاہ میں طہارت اور تقویٰ سے عاری ہے لیکن اب وہ میری پناہ میں آگیا ہے۔ اب تمھیں بہرحال اس کے سامنے جھکنا پڑے گا۔ ایسا کیوں ہوتا ہے اس لئے کہ خدا تعالیٰ یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ انتخاب خلافت کے وقت اس کی منشاء پوری ہوتی ہے اور بندوں کی عقلیں کوئی کام نہیں دیتیں۔"

(الفضل ۱۷ مارچ ۱۹۶۷ء)

جماعت احمدیہ خوش نصیب جماعت

الغرض سلسلہ عالیہ احمدیہ میں "قدرت ثانیہ" کا ظہور ۱۹۰۸ء میں ہوا۔ اور رسالہ "الوصیت" کے مطابق یہ با برکت نظام منصہ شہود میں آیا جماعت احمدیہ وہ خوش نصیب جماعت ہے جس کو دائمی نعمت ملی ہے اور جسکی ترقی اور غلبہ اس مبارک نظام کے ساتھ وابستہ ہے۔ سلسلہ احمدیہ کے ساتھ آسمانی وعدہ کہ
"میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا" بڑی شان سے پورا ہو رہا ہے۔
والحمدللہ علیٰ ذٰلک

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہؑ فرماتے ہیں:۔ "یاد رکھو کہ بغیر روحانیت کے کوئی مذہب نہیں چل سکتا اور مذہب بغیر روحانیت کے کچھ بھی چیز نہیں جس مذہب میں روحانیت نہیں اور جس مذہب میں خدا کے ساتھ مکالمہ کا تعلق نہیں اور صدق و صفا کی روح نہیں اور آسمانی کشش اس کے ساتھ نہیں اور فوق العادت تبدیلی کا نمونہ اس کے پاس نہیں وہ مذہب مردہ ہے اس سے مت ڈرو۔ ابھی تم سے لاکھوں اور کروڑوں انسان زندہ ہونگے کہ اس مذہب کو نابود ہوتے دیکھ لوگے کیونکہ یہ مذہب آریہ کا زمین سے ہے نہ آسمان سے اور زمین کی باتیں پیش کرتا ہے نہ آسمان کی" (تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۶۷، ۶۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ ...... کا عشقِ قرآن

تحریر: انجینئر محمود مجیب اصغر

> "اس (حضرت مسیح موعود۔ ناقل) نے قرآن شریف کی وہ عزت اور عظمت ظاہر کی کہ میرا ایمان ہے کہ تیرہ سو برس کے اندر کسی نے نہیں کی۔" (حضرت خلیفۃ المسیح الاول)

حکیم الامت حضرت حافظ مولانا نورالدین (خلیفۃ المسیح اول ......) حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے رفقاء کبار میں سے تھے آپکو حضرت اقدس مسیح موعود سے عشق فدائیت اور صدق و وفا میں بلند مقام حاصل تھا۔ آپ قدرت ثانیہ کے پہلے مظہر تھے۔ اور ایک عرصہ تک اس عظیم منصب پر فائز رہ کر سلسلہ احمدیہ کی قیادت فرمائی' آپ قرآن کریم کے بلند پایہ مفسر اور عالم تھے ابتداء سے ہی آپ کو قرآن مجید سے بہت پیار تھا۔ یہی عشق قرآن ہی تھا جو آپ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے آستانہ تک لے جانے کا موجب بنا۔ آپ نے دنیا کے جملہ مذاہب کی الہامی کتابیں پڑھیں اور ان کا موازنہ قرآن مجید سے کیا اور فرمایا

"مجھے قرآن کے برابر پیاری کوئی کتاب نہیں ملی اس سے بڑھ کر کوئی کتاب پسند نہیں قرآن (ہی) کافی کتاب ہے" (حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ ۳۴۲)

آپکو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے عشق کے نتیجہ میں ہی قرآن کریم کا فہم عطا فرمایا ایک بار فرمایا "میں نے خود بلاواسطہ حضرت علیؓ سے قرآن کے بعض معارف سیکھے ہیں۔" (حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ ۲۲۳)

آپ کو قرآن کریم کے عشق کے ثمرہ کے طور پر اللہ تعالیٰ سے تعلق نصیب ہوا آپ کی ساری عمر قرآن شریف پڑھنے اور پڑھانے میں گزری اور یہ عشق قرآن کا ہی ثمرہ تھا کہ آپکو دین حق کی نشاۃ ثانیہ میں وہ مقام ملا جس کی مخبر صادق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے خبر دی تھی آپ مامور زمانہ کے پہلے جانشین بنے اور قدرت ثانیہ کے پہلے مظہر۔

اس سلسلے میں آپ کی زندگی کے بعض واقعات ' مشاہدات اور آپکی اپنی تحریرات پیش کی جا رہی ہیں۔

قرآن کریم سیکھنے کی تڑپ:

حضرت خلیفۃ المسیح الاول ..... فرماتے ہیں "میں نے دعا کی کہ وہ (اللہ۔ ناقل) مجھے ایسی دعا سکھا دے جو ایک جامع دعا ہو پس یہ دعا میرے دل میں ڈالی گئی کہ مضطر ہو کر جو کچھ بھی مانگوں وہ مجھے دے دے۔ اب اس دعا کے ذریعے سے خدا تعالیٰ نے مجھے قرآن کی محبت دی" (الفضل جلسہ سالانہ نمبر ۱۹۹۴ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وابستگی اور قادیان ہجرت کے بارہ میں فرمایا

"صرف قرآن شریف سمجھنے کے لئے اللہ واحد کی تڑپ مجھے یہاں لائی" (الفضل جلسہ سالانہ نمبر ۱۹۹۴ء)

آپ نے قرآن و حدیث کے علوم سیکھنے کے لئے ہندوستان میں دور دراز کے سفر اختیار کئے اور مکہ اور مدینہ بھی تشریف لے گئے لیکن آپکو اصل مراد حضرت بانی سلسلہ عالیہ سے ہی حاصل ہوئی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے عشق قرآن اور خدمت قرآن کے بارہ میں فرمایا

"اس نے قرآن شریف کی وہ عزت اور عظمت ظاہر کی کہ میرا ایمان ہے کہ تیرہ سو برس کے اندر کسی نے نہیں کی" (حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ ۱۰۲)

آپ نے قرآن کریم سیکھنے سکھانے کے حوالے سے بڑے دلچسپ واقعات بیان فرمائے ہیں

بھوپال کا ایک واقعہ زمانہ طالب علمی میں آپ محمد عمر (نواسہ منشی جمال الدین صاحب) کے ساتھ درس میں گئے اور ایک ہی سوال کے نتیجہ میں منشی صاحب پر آپ کا فہم قرآن اس قدر ظاہر ہوا کہ انہوں نے آپکو درس دینے کے لئے بٹھا دیا۔

آپ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"حضرت منشی صاحب مغرب کے بعد خود قرآن شریف کا لفظی ترجمہ پڑھایا کرتے تھے۔

ایک روز میں بھی اس درس میں چلا گیا وہاں یہ سبق تھا وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قَالُوۡۤا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَا بَعۡضُهُمۡ اِلٰی بَعۡضٍ (البقرہ: ۷۷) محمد عمران کا نواسہ قاری تھا میں نے کہا کیا اجازت ہے ہم لوگ کچھ سوال بھی کریں؟ منشی صاحب نے فرمایا "بخوشی" میں نے کہا یہاں بھی منافقوں کا ذکر ہے اور نرم لفظ بولا ہے یعنی بَعۡضُهُمۡ اِلٰی بَعۡضٍ اور اس سورۃ کے ابتداء میں جہاں انہی کا ذکر ہے وہاں بڑا تیز لفظ ہے اِذَا خَلَوۡا اِلٰی شَیٰطِیۡنِهِمۡ (البقرہ: ۱۵) اس نرمی اور سختی کی وجہ کیا ہوگی؟

منشی صاحب نے فرمایا تم جانتے ہو؟ میں نے کہا میرے خیال میں ایک بات آتی ہے کہ مدینہ منورہ میں دو قسم کے منافق تھے ایک اہل کتاب اور ایک مشرک۔ اہل کتاب کے لیے نرم یعنی بَعْضُهُمْ کا نرم لفظ اور مشرکین کے لئے سخت اِلٰی شَیَاطِیْنِهِمْ بولا ہے۔"

منشی صاحب سن کر اپنی مسند پر سیدھے کھڑے ہو گئے اور میرے پاس چلے آئے۔ مجھ سے کہا کہ آپ وہاں بیٹھیں اور میں بھی اب (آپ سے) قرآن شریف پڑھوں گا۔"

قدرت الٰہی ہم وہاں ایک ہی لفظ پر قرآن کریم کے مدرس بن گئے" (مرقاۃ الیقین صفحہ ۸۲۔ ۸۳)

طالب علمی کا واقعہ: اپنی طالب علمی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "میرے استاد نے مجھ سے کہا کہ تم قانون (قانون شیخ) کس طرح پڑھو گے؟ میں نے کہا کہ میں تو قرآن شریف پڑھ سکتا ہوں قانون کی کیا حقیقت ہے" (مرقاۃ الیقین صفحہ ۲۰۷)

الغرض آپ تمام علوم کا سرچشمہ قرآن کریم کو ہی سمجھتے تھے چنانچہ جب آپ نے حضرت مصلح موعود..... کو بچپن میں قرآن شریف اور اس کی تفسیر کے طور پر بخاری شریف پڑھائی تو فرمایا

"لو میاں سب دنیا کے علوم آ گئے اس کے سوا جو کچھ ہے یا زائد یا ان کی تشریح ہے" (تفسیر کبیر جلد سوم)

نوجوانی میں آپ کا عشق قرآن :-

آپ علوم کے حصول کے لئے حرمین شریفین تشریف لے گئے آپ مدینہ طیبہ کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ

"مدینہ طیبہ میں ایک ترک کو مجھ سے بہت محبت تھی اس نے کہا کہ اگر کوئی کتاب پسند ہو تو ہمارے کتب خانہ سے لے جایا کریں گو ہمارا قانون نہیں ہے مگر آپ کے اس عشق و محبت کی وجہ سے جو آپکو قرآن کریم سے ہے آپکو اجازت ہے" (مرقاۃ الیقین صفحہ ۱۵۶)

آپ نے قرآن کریم کے عشق کے بارہ میں ایک درس میں فرمایا

"میرے پاس کوئی ایسا چاقو نہیں جس سے میں اپنا دل چیر کر تمہیں دکھلا سکوں کہ مجھے قرآن سے کس قدر محبت اور پیار ہے" (حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ ۵۰)

جموں میں قرآن کریم سنانا اور اس کے اثرات:-

تحصیل علوم سے فارغ ہو کر آپ کو ایک لمبا عرصہ مہاراجہ جموں کے شاہی طبیب کے طور پر وہاں رہنے کا اتفاق ہوا اس عرصہ میں بعض واقعات جو آپ کے عشق قرآن سے تعلق رکھتے ہیں پیش آئے اور آپ نے خود ہی بعض کا ذکر فرمایا ہے۔

ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

وہاں بعض اوقات مجھے خاص خدمتگاروں میں بیٹھنے کا موقع ملتا تھا ایک دفعہ میں نے ان کو کہا آؤ ہم تمہیں قرآن سنائیں وہ سب ہندو تھے میں نے دو ایک روز انہیں قرآن سنایا ایک شخص جس کا نام رتی رام تھا اور وہ خزانہ کا افسر تھا اور افسر خزانہ کا بیٹا۔ تھا اس نے عام مجلس میں کہا کہ دیکھو ان کو قرآن شریف سنانے سے روکو ورنہ میں مسلمان ہو جاؤں گا۔

قرآن شریف بڑی دلربا کتاب ہے اور اس کا مقابلہ ہرگز نہیں ہو سکتا اور نورالدین کے سنانے کا انداز بھی بہت ہی دلفریب اور دلربا ہے" (مرقاۃ الیقین صفحہ ۱۵۵)

حفظ قرآن کا واقعہ:۔جموں میں آپ نے قرآن کریم نہایت قلیل مدت میں حفظ کیا۔ آپ کو زخم آگیا اور سفر درپیش تھا آپ کے لئے پالکی کا بندوبست کیا گیا فرمایا

"..... ان کا آدمی پالکی لے کر میرے پاس آیا اور کہا آپ پالکی میں سوار ہو جائیں اور یہ پالکی جموں واپس ہونے تک آپ کے ساتھ رہے گی۔ میں نے اس کو خدا تعالیٰ کا فضل سمجھا اور سوار ہو گیا اس میں خوب آرام کا بستر بچھا ہوا تھا میں اس میں لیٹ گیا اور شکریہ میں قرآن شریف کی تلاوت شروع کی وہ ایک مہینہ کا سفر تھا..... میں نے ایک مہینہ میں چودہ پارے قرآن شریف کے یاد کر لئے" (مرقاۃ الیقین صفحہ ۱۴۶)

بعد میں آپ نے بقیہ پارے یاد کر کے پورا قرآن کریم نہایت مختصر وقت میں حفظ کر لیا۔

آپ کا فہم قرآن:۔فرمایا "ہمارے نبی کریمؐ نے زرہ بنائی وہ اسلام ہے اور میرے ہاتھ میں وہ قرآن ہے کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی کوئی شخص اس کتاب کے فہم والے کا مقابلہ نہیں کر سکتا مجھ سے خدا نے وعدہ کیا ہے کہ میں تمہیں دشمن کے مقابل پر اس کے معنے سمجھاؤں گا" (مرقاۃ الیقین صفحہ ۱۴۶)

آپ کو اس سلسلے میں حروف مقطعات کا بطور خاص علم دیا گیا اپنی ایک رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"کشمیر میں ایک مولوی عبدالقدوس صاحب رہتے تھے وہ بڑے بزرگ آدمی تھے اور میرے پیر بھائی تھے ..... ان کو مجھ سے خاص محبت تھی اور باوجود ضعف پیری کے میرے مکان پر ترمذی کا سبق پڑھنے آتے تھے میں نے ایک رؤیا دیکھا کہ ان کی گود میں کئی چھوٹے بچے ہیں میں نے ایک جھپٹا مارا اور سب بچے اپنی گود میں لے کر وہاں سے چل دیا رستہ میں ان بچوں سے پوچھا کہ تم کون ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارا نام کٓھٰیٰعٓصٓ ہے۔ میں اپنے اس رؤیا کو بہت ہی تعجب سے دیکھتا تھا جب حضرت مرزا صاحب کا مرید ہوا تو میں نے ان سے اپنے اس خواب کا ذکر کیا مرزا صاحب نے فرمایا کہ آپ کو اس کا علم دیا جائے گا اور وہ لڑکے فرشتے تھے" (مرقاۃ الیقین صفحہ ۱۵۶)

فرمایا "دھرم پال نے جب ترک اسلام کتاب لکھی۔ تو اس سے بہت پہلے مجھے ایک خواب نظر آیا کہ اللہ تعالیٰ

مولیٰ مجھ سے فرماتا ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن شریف کی کوئی آیت تجھ سے پوچھے اور وہ تجھ کو نہ آتی ہو اور پوچھنے والا منکر قرآن ہو تو ہم خود تم کو اس آیت کے متعلق علم دیں گے

جب دھرم پال کی کتاب آئی اور خدا تعالیٰ نے مجھ کو اس کے جواب کی توفیق دی حروف مقطعات کے متعلق اعتراض تک پہنچ کر ایک روز مغرب کی نماز میں دو سجدوں کے درمیان میں نے صرف اتنا ہی خیال کیا کہ مولیٰ! یہ منکر قرآن تو ہے گو میرے سامنے نہیں یہ مقطعات پر سوال کرتا ہے اس وقت یعنی دو سجدوں کے درمیاں قلیل عرصہ میں مجھ کو مقطعات کا وسیع علم دیا گیا جس کا ایک شمہ میں نے رسالہ نور الدین میں مقطعات کے جواب میں لکھا اور اس کو لکھ کر میں خود بھی حیران ہو گیا" (مرقاۃ الیقین صفحہ ۱۵۴)

قادیان میں درس قرآن مجید:۔ ۱۸۹۳ء میں آپ نے قادیان ہجرت فرمائی اور باقاعدہ درس قرآن و حدیث کا سلسلہ شروع کیا آپ کے معمولات کے بارہ میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب بیان کرتے ہیں کہ

"آپ صبح سویرے بیماروں کو دیکھتے اس کے بعد طالب علموں کو درس حدیث و طبی کتب دیتے تھے مثنوی شریف اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا درس بھی گاہے دیتے تھے اور بعد نماز عصر روزانہ درس قرآن شریف دیا کرتے تھے ..... عموماً صبح کے وقت عورتوں میں بھی درس قرآن شریف دیا کرتے تھے" (مرقاۃ الیقین صفحہ ۳۰۲۔۳۰۳)

حضرت مرزا شریف احمد صاحب ایم۔ اے ..... نے ان درسوں کی کیفیات کو تفصیلاً بیان فرمایا ہے۔

یہ درس (البیت) اقصیٰ میں ہوا کرتا تھا اور اوائل زمانہ میں کبھی کبھی خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اس درس میں چلے جایا کرتے تھے حضرت خلیفہ اول ..... کے درس میں اعلیٰ درجہ کی علمی تفسیر کے علاوہ واعظانہ پہلو بھی نمایاں ہوتا تھا کیونکہ آپ کا قاعدہ تھا کہ رحمت والے واقعات کی تشریح کر کے نیکی اور انابت الی اللہ کی رغبت دلاتے اور عذاب والے واقعات کے تعلق میں دلوں میں خشیت اور خوف پیدا کرنے کی کوشش فرماتے تھے اور آپ کا درس بے حد دلچسپ اور ہر طبقہ کے لئے موجب جذب و کشش ہوا کرتا تھا یہ ایک حقیقت ہے کہ جماعت احمدیہ کے علم التفسیر کا ایک کثیر حصہ بلا واسطہ یا بالواسطہ آپ ہی کی تشریحات اور انکشافات پر مبنی ہے اور آپ کے درس میں یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ایک وسیع سمندر ہے جس کا ایک حصہ موجزن ہے اور دوسرا ساکن اور عمیق اور اس میں سے ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق پانی لے رہا ہے" (تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ ۵۱۹)

آپ کے عشق قرآن اور درسوں کا اس قدر چرچا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد جب آپ خلیفہ ہوئے تو ایک اخبار نے اس بارے میں بڑی دلچسپ خبر دی جس کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے ۲۶ دسمبر ۱۹۰۸ء کے جلسہ سالانہ کے خطاب میں فرمایا

"کرزن گزٹ ایک اخبار ہے جو دہلی سے نکلتا ہے اس نے جہاں حضرت صاحب کی وفات کا ذکر کیا وہاں ساتھ ہی

یہ بھی لکھا کہ اب مرزائیوں میں کیا رہ گیا ہے ان کا سرکٹ چکا ہے ایک شخص جو ان کا امام بنا ہے اس سے اور تو کچھ ہو گا نہیں ہاں یہ ہے کہ وہ تمھیں کسی مسجد میں قرآن سنایا کرے سو خدا کرے یہی ہو کہ میں تمھیں قرآن ہی سنایا کروں" (بدر قادیان ۷ جنوری ۱۹۰۹ صفحہ ۵)

آپ کے علم قرآن اور درس کے بارہ میں حضرت پیر سراج الحق نعمانی کی ایک نہایت ایمان افروز روایت ہے فرماتے ہیں

"حضرت اقدس علیہ السلام بار بار مجھے فرمایا کرتے تھے مولوی نورالدین صاحب کی تفسیر قرآن آسمانی تفسیر ہے صاحبزادہ صاحب! ان سے قرآن پڑھا کرو اور اگر تم نے دو تین سپارے بھی حضرت مولوی صاحب سے سنے یا پڑھے تو تم کو قرآن شریف سمجھنے کا مادہ اور تفسیر کا ملکہ ہو جائے گا" (تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ ۵۹۹ بدر قادیان ۷ جنوری ۱۹۰۹ ص۵)

آپ فرماتے ہیں "یہ بات مجھ سے حضرت اقدس علیہ السلام نے شاید پچاس مرتبہ کہی ہو گی۔"

(حقائق الفرقان جلد سوم دیباچہ)

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب کا ایک اہم رؤیا: حضرت مولانا غلام رسول راجیکی ..... فرماتے ہیں

"حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے عہد سعادت میں میں نے رؤیا میں دیکھا کہ ایک سلسلہ مکانات کا ہے جو اندر ہی اندر دور تک چلا گیا ہے۔ میں ان مکانات کو دیکھنے کی غرض سے اندر داخل ہوا۔ پہلے ایک مکان میں، پھر دوسرے مکان میں، پھر تیسرے میں، یہاں تک کہ ستر مکانات کو عبور کیا اور آخر میں ایک مکان میں پہنچا جو بقعہ نور بنا ہوا تھا اس میں میں نے دیکھا کہ ایک بڑی میز بچھی ہوئی ہے۔ جس پر بہت سے انبیاء کے صحیفے پڑے ہوئے ہیں جو لوگوں نے محرف و مبدل کر دئے ہیں اس میز کے ساتھ ایک عظیم الشان کرسی بچھی ہوئی ہے جس پر سیدنا حضرت نورالدین خلیفۃ المسیح اول ..... تشریف فرما ہیں آپ ان صحیفوں کو سامنے رکھ کر قرآن کریم کے ذریعے سے ان اغلاط کو جو بوجہ تحریف ان میں داخل ہو گئی ہیں درست کر رہے ہیں۔

اس رؤیا کے دیکھنے سے میرے قلب پر خاص اثر ہوا اور میرے قلب میں حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح اول ..... کی عظمت بہت بڑھ گئی مجھے اس رؤیا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت حکیم الامت مولانا نورالدین کو حضرت اقدس سیدنا مسیح علیہ السلام کے فیوض کاملہ سے اور حضور اقدس کی نیابت و خلافت پر فائز ہونے سے خدا تعالیٰ نے تمام نبیوں اور صدیقوں کے فیوض سے بہرہ ور فرمایا ....." (حیات قدسی حصہ چہارم صفحہ ۱۰۹)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس عظیم عاشق قرآن وجود کے فیوض و برکات سے ہر آنے والی نسل کو متمتع فرمائے۔ آمین۔

حکیم الامّت حضرت مولانا نورالدین....

وُہ مسیحا کا پہلا خلیفہ
فہمِ قرآں تھا جس کا وظیفہ

خدمتِ دیں ہی تھا اُس کا مقصد
دین سے اُس کو رغبت تھی بیحد

تھا وہ اِک ماہرِ علمِ قرآں
جس سے حاصل ہوُا اُس کو فرقاں

عالمِ دین و دانائے حکمت
خادمِ دین و ہمدردِ ملّت

تھا وہ غوّاصِ بحرِ حقیقت
آشنائے رموزِ شریعت

درس و تدریس تھا جس کا پیشہ
اِسی دُھن میں مگن تھا ہمیشہ

تھا وہ نبّاضِ امراضِ مُہلک
منزلِ علم و حکمت کا سالک

حق نے بخشا تھا دستِ شفا بھی
کام کرتی تھی اس کی دوا بھی

ہوئی مقبول جب اُس کی خدمت
حق نے بخشی ردائے امامت

تھا فرائض کا اِک سلسلہ بھی
اور راتوں کو اُٹھ کر دُعا بھی

اور جاری ادھر درسِ قرآں
سامعیں اس کے ہوتے تھے شاداں

تھی کٹھن یہ امامت کی منزل
آئے جس میں مخالف مراحل

بندۂ حق نے ہمت نہ ہاری
اُس کو حاصل تھی تائیدِ باری

سلیمہ شاہجہانپوری

ع مبارک وہ جو اب ایمان لایا

حضرت حافظ مولوی محمد فیض الدین صاحب...... سیالکوٹی

سعید فطرت عالمِ دین اور صاحبِ عرفان "اللہ والے"

(ایڈیٹر)

(سلسلہ کے لئے دیکھیں شمارہ اپریل ۱۹۹۸ء)

آپ کی والدہ ماجدہ کا قبول حق:

ملک حسن صاحب کا بیان کہ حضرت مولوی صاحب نے خود بتایا۔ "میری والدہ نے ایک دن پوتی کی معرفت مجھے بلوایا ان کے مزاج کی وجہ سے مجھے خوف بھی تھا تاہم میں ڈرتے ڈرتے گیا تو مجھے پاس بیٹھا کر بتایا کہ میں نے رات خواب دیکھا ہے کہ تمہارے دادا ایک کشتی میں بیٹھے ہیں اور ان کے ساتھ ہی ایک بزرگ تشریف فرما ہیں جن کے ساتھ ایک بچہ بھی ہے میں نے تمہارے دادا سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہیں تو انہوں نے فرمایا یہ وہی بزرگ ہیں جن کی تمہارے بیٹے نے بیعت کی ہے اور یہ ان کا بچہ ہے اور یہ وقت کے امام ہیں۔

اس کے بعد والدہ صاحبہ نے اپنی صندوقچی کھول کر ایک اشرفی نکال کر مجھے دی اور فرمایا یہ قادیان میری طرف سے بطور نذرانہ حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح اول ...... کو بھجوا دو۔" (حیات فیض صفحہ ۲۶-۲۷)

اس طرح آپ کی والدہ ماجدہ نے بھی اپنے رویاء کے ذریعہ صداقت احمدیت کی تصدیق کر دی۔

حضرت مولوی محمد فیض الدین صاحب...... کی اولاد اور داماد:-

آپ کی پہلی شادی ماموں زاد آمنہ بی بی صاحبہ کے ساتھ ہوئی۔ جو مولوی نقش بند صاحب کی بیٹی تھیں جن سے کوئی اولاد نہ تھی دوسری شادی لدھیانہ میں ہوئی جس کا نام رحیم بی بی تھا اس شادی سے تین بیٹیاں تھیں میمونہ بیگم، غلام فاطمہ اور فضل النساء۔ فضل النساء چھوٹی عمر میں فوت ہو گئی تھی۔

آپ کی دوسری بیوی ۱۹۱۸ء میں فوت ہو گئیں خاندانی قبرستان میں دفن ہوئیں موصیہ تھیں ان کا کتبہ بہشتی مقبرہ قادیان کے قطعہ خاص میں نصب ہے۔

آپ کی تیسری شادی ملک شیر محمد صاحب کی ہمشیرہ سے ہوئی جو بیوہ تھیں ان کے بطن سے کوئی اولاد نہ ہوئی ۱۹۲۳ء میں وفات پا گئیں۔

حضرت مولوی صاحب......کے بڑے داماد ماسٹر علی محمد صاحب (المعروف بی ٹی صاحب) نے ۱۹۰۶ء میں اپنے بڑے بھائی نعمت اللہ صاحب کے ذریعہ بیعت کی۔ مدت تک تعلیم الاسلام ہائی سکول میں استاد کے طور پر تعلیم و تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۲۴ء میں آپ کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے پرائیویٹ سیکرٹری رہنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ آپ نے اس وفد میں بھی شرکت فرمائی جو ۱۹۲۴ء میں گورنر پنجاب سر میلکم ہیلی سے ملنے گیا۔

موصوف کے بڑے لڑکے مکرم عبدالسلام اختر ایم اے واقف زندگی کو مختلف اوقات میں صدر انجمن احمدیہ کی بعض نظارتوں میں ایڈیشنل ناظر اور نائب ناظر۔ وقف جدید میں نائب ناظم مال۔ تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں میں پرنسپل اور جامعہ نصرت ربوہ میں لیکچرار کے طور پر ۳۱ سال تک خدمات سلسلہ کی توفیق ملی۔ آپ ایک شاعر کے طور پر بھی احباب میں متعارف تھے۔

حضرت مولوی صاحب ......کے دوسرے داماد مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب آف کامٹی ہیں جو موضع کونٹ ضلع گورداسپور کے بڈھا سنگھ نمبردار کے بیٹے تھے آپ ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی اے (سابقہ سردار مہر سنگھ) اور شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور (سابق سردار سورن سنگھ) کے ذریعہ ایمان لائے تھے۔ آپ کی تعلیم و تربیت کا خاص خیال رکھا گیا تھا حضرت خلیفۃ المسیح الاول...... سے خاص تعلق رہا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے کراچی میں مستقلاً قیام کیا اور وہیں آپ کی اولاد رہائش پذیر ہوئی۔

آپ کی وفات:۔

حضرت مولوی صاحب ......کو ۱۹۲۴ء میں اختلاج قلب کے دورے پڑنے شروع ہوئے۔ سول سرجن سیالکوٹ کی تشخیص اور علاج سے مرض دور نہ ہوئی جماعت احمدیہ سیالکوٹ نے فیصلہ کیا کہ حضرت مولوی صاحب کو قادیان لے جایا جائے۔ چنانچہ ماسٹر عبدالعزیز صاحب انہیں قادیان لے گئے۔

آپ کے داماد ماسٹر علی محمد صاحب بی اے بی ٹی بورڈنگ ہاؤس کے سپرنٹنڈنٹ تھے انہی کے مکان پر مولوی صاحب کا قیام ہوا۔ حضرت حکیم مفتی فضل الرحمٰن صاحب حضرت مولوی قطب الدین صاحب اور حضرت حکیم عبدالرحمٰن صاحب کاغانی کو بلایا گیا۔ حضرت مفتی صاحب نے نسخہ دیا اور کاغانی صاحب نے دوا تیار کی جسے آپ آخری وقت تک استعمال کرتے رہے۔ مگر ضعف بڑھتا گیا۔ آپ کی دونوں صاحبزادیاں قادیان میں ہی تھیں انہیں بھی خدمت کی توفیق

ملی آپ کے دل میں بڑی خواہش تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی......(جو دورہ یورپ کے لئے تشریف لے گئے تھے) کی زیارت ہو جائے۔ چنانچہ حضور آپ کی زندگی میں واپس تشریف لائے اور از راہ شفقت آپ کی عیادت کی۔ اس طرح دیدار کی تمنا پوری ہوئی۔

۱۷، ۱۸ دسمبر کی درمیانی شب ضعف زیادہ بڑھ گیا۔ آپ کی چھوٹی صاحبزادی غلام فاطمہ اہلیہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن کامٹی کا بیان ہے۔

"آپ نے ....مصباح الدین صاحب اور مولوی عطا محمد صاحب کو جو اس وقت آپ کے قریب تھے بلایا اور کلمہ شہادت پڑھ کر فرمایا۔ کہ آپ لوگ میرے گواہ رہو کہ مجھے احمدیت قبول کئے ہوئے بیس سال گزرے اور اس سارے عرصہ میں یقین و ایمان میں میرا قدم آگے ہی آگے بڑھا ہے...." (حیات فیض صفحہ ۷۳)

مصباح الدین کا بیان :-

حضرت مولوی صاحب نے وصیتہً فرمایا کہ مجھے غسل دیتے وقت منشی محمد اسمٰعیل صاحب سیالکوٹی اور مرزا مہتاب بیگ صاحب کو ساتھ شامل کرنا......آپ نے بڑی صاحبزادی میمونہ بیگم اہلیہ ماسٹر علی محمد صاحب سے فرمایا مجھے قرآن کریم سناؤ انہوں نے سورۃ یٰسین کی تلاوت کی۔ قرآن کریم کی تلاوت سنتے رہے اور پھر فرمایا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں حضور کے لئے جگہ چھوڑ دو پھر فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لا رہے ہیں حضور کے لئے جگہ چھوڑ دو پھر فرمایا حضرت خلیفۃ المسیح الاول...... تشریف لا رہے ہیں ان سب کے لئے جگہ چھوڑ دو پھر ایسے خاموش ہوئے کہ اس کے بعد کسی کو آواز نہ دی......آپ کی روح محبوب حقیقی کے پاس جا چکی تھی۔" (حیات فیض صفحہ ۷۳۔۷۴)

سلسلہ احمدیہ کے لئے جو تکلیفیں اٹھائیں اور قربانیاں دیں اس کے پیش نظر آپ کو رفقائے بانی سلسلہ کے قطعہ خاص میں جگہ دی گئی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی........نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی قطعہ خاص بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

آپ کی سیرت اور اخلاق:-

آپ کے قبول احمدیت کے واقعات میں آپ کے صبر و استقامت کا ذکر گزر چکا ہے۔ آپ کی اور آپ کے خاندان کی بزرگی مسلمہ تھی۔ مگر قبول حق کے بعد مخالفین نے آپ کی شدید مخالفت کی آپ کا جینا دوبھر کر دیا جھوٹا مقدمہ بنایا گیا مگر آپ ایمان پر ثابت قدم رہے آپ کے اس صبر و استقامت کا کسی قدر ذکر ہو چکا ہے۔ یہاں آپ کی سیرت کے بعض اور پہلوؤں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) آپ سچے عاشق رسولؐ تھے عالم با عمل تھے اکثر درود شریف ورد زبان رہتا تھا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ بھی بے حد محبت تھی آپ کی سوانح عمری حیات فیض میں ہے۔

"آپ قرآن کریم پڑھا رہے تھے کہ اچانک آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کی خبر سنی تو اس خیال سے کہ کہیں کسی مخالف نے غلط افواہ تو نہیں پھیلائی تصدیق کی خاطر حضرت میر حامد شاہ صاحب کے مکان کی طرف ننگے پیر بے تحاشا دوڑ پڑے حالانکہ آپ کبھی ننگے پیر چلنے کے عادی نہ تھے آپ برہنہ پا قادیان روانہ ہو گئے اور حضرت مسیح موعود..... کے جنازہ میں شرکت کی اور قادیان سے حضرت خلیفۃ المسیح الاول..... کی بیعت کر کے واپس آئے آپ کی چھوٹی صاحبزادی اہلیہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب نے بتایا کہ ہم نے سنا کہ شیخ محمد جان صاحب مالک فرم غلام قادر اینڈ سنز نے آپ کو اپنا جوتا پہنایا۔" (صفحہ ۳۱)

(۲) آپ کو خلافت سے بڑی محبت تھی۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... منصب خلافت پر فائز ہوئے اور بعض افراد نے اختلاف کیا تو اس موقعہ پر اولین بیعت کرنے والوں میں حضرت مولوی صاحب تھے بیعت خلافت کے بارہ میں دو واقعات بڑے ایمان افروز ہیں۔

"آپ شاہ صاحب (میر حامد شاہ..... ناقل) سے گہرا تعلق رکھتے تھے اور شاہ صاحب کی بے حد عزت و احترام کرتے...... آپ کے پاس شاہ صاحب کا ایک مصلّٰی تھا جس پر آپ تہجد کی نماز پڑھتے لیکن جب آپ کو معلوم ہوا کہ شاہ صاحب نے بیعت خلافت سے تامل کیا ہے آپ انہیں سمجھانے گئے اور جب تک وہ نہ مانے ان کے دیئے ہوئے مصلّٰی پر نماز پڑھنا ترک کر دیا......اس دوران آپ مغموم رہے اور شاہ صاحب کی ہدایت کے لئے دعا کرتے رہے جب شاہ صاحب نے بیعت کرلی تو وہی عزت و احترام برقرار ہوگیا۔

"......ایک دن چوہدری شاہ محمد صاحب سب انسپکٹر پولیس سے آپ نے پوچھا کیا آپ نے بیعت کرلی انہوں نے جواب دیا کہ مجھے کچھ سمجھنا ہے اور میں سوچ رہا ہوں حضرت مولوی صاحب نے نہایت بے تکلفی سے بزرگانہ انداز میں فرمایا چلو پہلے بیعت کرو میں تمہارے سارے شبہات دور کر دوں گا۔ آپ کے تقویٰ اور پاک باطنی کا اثر تھا کہ سب انسپکٹر صاحب موصوف نے فوراً بیعت کرلی۔ حضرت مولوی صاحب نے فرمایا آپ کیا سمجھنا چاہتے تھے مجھ سے سمجھ لیں انہوں نے عرض کیا کہ سب شبہات دور ہو گئے۔" (حیات فیض صفحہ ۳۴،۳۵)

(۳) چوہدری غلام سرور صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت مولوی صاحب کی دلی خواہش تھی کہ جس طرح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیالکوٹ تشریف لائے تھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... بھی تشریف لائیں تا کہ لوگوں پر آپ کے کمالات ظاہر ہوں چنانچہ حضرت مولوی صاحب نے سیالکوٹ آنے کی دعوت دی آپ بیان کرتے ہیں۔

"جب (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی......) نے وہاں آنا منظور فرمالیا تو آپ نے اپنا رہائشی مکان خالی کر دیا اور اس کو خوب

صاف کیا کئی کئی بار آہک پاشی کروائی اور خود دوسری جگہ منتقل ہو گئے" (صفحہ ۳۵)

ڈاکٹر عبدالرحمان صاحب بیان کرتے ہیں:۔

"حضور کی تشریف آوری اور اپنے مکان پر قیام پذیر ہونے کی وجہ سے حضرت مولوی صاحب..... بے حد مسرور تھے اور فرماتے تھے کہ میرا گھر برکتوں سے بھر جائے گا حضور کی آمد کے موقعہ پر یہ شعر دروازہ پر لکھ کر لگایا۔"

وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

(نوٹ) حضرت مولوی صاحب نے مذکورہ مکان دیگر جائیداد کے ساتھ جماعت احمدیہ سیالکوٹ کے لئے وقف کر دیا تھا۔ راقم الحروف نے بطور مربی سلسلہ احمدیہ سیالکوٹ اسی مکان میں قیام رکھا۔ حضرت بابو قاسم الدین صاحب..... رفیق بانی سلسلہ احمدیہ نے خاکسار کو بتایا کہ اس مکان کا آخری (جنوبی) کمرہ حضور کی خواب گاہ تھی اور حضور کھڑکی کے سامنے مصروف عبادت ہوتے تھے۔

(۴) آپ نے اپنی جائیداد بھی جماعت احمدیہ سیالکوٹ کو پیش کر دی۔ چنانچہ

"آپ نے "کبوتراں والی" (البیت) جس کے آپ مالک و متولی تھے صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام معہ اس کے تمام حقوق کے وقف کر دی نیز وہ دکانیں اور مکان بھی جو مولوی صاحب نے اپنی رہائش کے لئے بنوایا تھا انجمن کو ہبہ کر دیا یہ مکان آجکل مہمان خانہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے (البیت یعنی جامع احمدیہ کبوترانوالی) کے متصل کچھ کمرے ہیں جس میں احمدیہ گرلز اسکول قائم ہے......اب یہ ساری جائیداد صدر انجمن احمدیہ کی تحویل میں ہے جس کی نگرانی مقامی جماعت کر رہی ہے...... (حیات فیض صفحہ ۲۸)

(۵) حضرت مولوی صاحب.......کی جائیداد کی قربانی اور جذبہ خدمت دین کے پیش نظر جماعت احمدیہ سیالکوٹ نے باہم مشورہ سے فیصلہ کیا کہ مولوی صاحب ہمارے امام اور خطیب ہیں دینی کاموں میں مصروف رہتے ہیں اس کے سوا ان کا کوئی کاروبار نہیں اس لئے جماعت کی طرف سے مبلغ ساٹھ روپے ماہوار حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں پیش کئے جایا کریں۔ منشی محمد عبداللہ ریڈر سیشن جج سیالکوٹ اس کام پر مامور کئے گئے کہ وہ مولوی صاحب کی خدمت میں یہ پیشکش کریں۔ انہوں نے مولوی صاحب کو جماعت کے اس فیصلہ سے آگاہ کیا یہ سن کر مولوی صاحب نے خطبہ جمعہ میں افسوس کا اظہار کیا اور فرمایا:۔

"چند سکوں کی صورت میں جماعت نے.......دینی خدمت کا صلہ دینا چاہا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جماعت نے

......امامت کی قدر و قیمت کو نہیں پہچانا۔ آپ مجھے امامت کے صلہ میں یہ چند سکے دینا چاہتے ہیں حالانکہ امامت کا صلہ تو خدا کا وصال ہے"

نیز فرمایا

"نماز جیسے تم پر فرض ویسے ہی مجھ پر بھی ہے کیا نماز پڑھا دینے سے مجھے دوہری نماز پڑھنا پڑتی ہے کہ جس کی وجہ سے میں تم سے اجرت لوں مجھے خدا تعالیٰ نے بہت کچھ دیا اور وہی میرا رازق ہے تم لوگ میرے رازق بننے کی کوشش نہ کرو" (حیات فیض صفحہ ۴۰-۴۱)

۶) قادیان سے آپ کو اس قدر محبت تھی کہ اپنی بیٹیوں کی شادیاں بھی وہیں کرنے کا ارادہ تھا سردار مصباح الدین (جن کا اس وقت نام چراغ دین تھا اور وہ آپ کے زیر نگرانی قادیان میں تعلیم پا رہے تھے) کو لکھا کہ دو مناسب رشتے تلاش کر کے بھجوائیں۔ انہوں نے دو لڑکوں کے حالات لکھ کر بھیج دیئے حضرت مولوی صاحب نے ملک حسن محمد صاحب سمبڑیالوی کو لکھا کہ وہ خود قادیان جا کر ان لڑکوں کے حالات دریافت کریں چنانچہ ملک صاحب قادیان تشریف لے گئے۔ ملک صاحب کا بیان ہے۔

"میرے دل میں یہ تحریک خود بخود ہوئی کہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول ......کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر اس بارے میں دریافت کروں......خاکسار نے بعد اختتام درس ایک عریضہ خدمت اقدس میں پیش کیا جس کا مضمون یہ تھا۔

"حضرت مولوی فیض الدین صاحب نے سیالکوٹ سے مجھے یہاں بھیجا ہے اور ان کی دو صاحبزادیاں سن بلوغت کو پہنچ چکی ہیں ان کو ان دو لڑکوں کا پتہ چلا ہے جو دونوں تعلیم الاسلام ہائی سکول کے بورڈنگ میں ہیں ان میں سے ایک کا نام علی محمد اور دوسرے کا نام عبدالرحمٰن اگر حضور پسند فرمادیں تو اپنے مشورہ سے خاکسار کو مطلع فرمادیں۔

حضور نے اسی پرچے کی پشت پر اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا

"متقی معلوم ہوتے ہیں خوش شکل ہیں مجھے عزیز ہیں" نورالدین

ملک صاحب فرماتے ہیں کہ آپ ان رشتوں سے مطمئن ہو گئے (حیات فیض صفحہ ۴۵-۴۶)

ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب کا بیان ہے کہ:۔

"حضرت خلیفۃ المسیح الاول ......نے ملک حسن محمد صاحب کو یہ جواب دیا اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا"

"تم یہ مت سمجھو کہ تمہارا باپ نہیں نورالدین تمہارا باپ ہے۔"

نیز فرمایا

"مولوی فیض الدین صاحب خاندانی آدمی ہیں ان کے بھائی میرے بھائی کے ہم سبق تھے۔"

جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۱۳ء میں مولوی فیض الدین قادیان تشریف لائے۔ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول .... نے حضرت مولوی صاحب کی درخواست پر دونوں لڑکیوں کے نکاح کا اعلان فرمایا..... حضور نے خود ہی چار صد روپیہ بڑی لڑکی میمونہ بیگم کا مہر مقرر فرمایا۔ جو علی محمد صاحب سے بیاہی گئیں اور چھوٹی صاحبزادی غلام فاطمہ بیگم کا دو صد روپیہ حق مہر مقرر فرمایا جس کا عقد ڈاکٹر عبدالرحمٰن کامٹی سے ہوا۔" (حیات فیض صفحہ ۴۷، ۴۸)

(۷) آپ نے بچیوں کو نہایت قیمتی نصائح کیں۔ چنانچہ محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب کامٹی نے بیان کیا کہ رخصتانہ کے وقت اباجی نے ہمیں مندرجہ ذیل نصیحتیں فرمائیں۔

(ا۔) "تم جانتی ہو کہ میں نے حتی المقدور تمہاری ہر ایک خواہش لباس خوراک اور زیورات کے بارے میں ہمیشہ پوری کی اپنے خاوندوں سے کوئی فرمائش نہ کرنا اس سے تم کو دو فائدے ہوں گے اول یہ کہ تمہاری خود داری اور وقار تمہارے خاوندوں کے دلوں میں قائم رہے گا دوسرے وہ کسب ناجائز سے بچے رہیں گے۔

(۲) خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مولوی نورالدین صاحب (خلیفۃ المسیح الاول) حضرت ناناجان میر ناصر نواب صاحب اور میر محمد اسحٰق صاحب کے گھروں میں جانے سے تم کو روحانی فیض ہو سکتے ہیں۔" (صفحہ ۴۹۔۵۰)

حضرت مولوی صاحب کی نیک بچیوں کے لئے "متقی" خاوند ملے اور آپ کی طرح دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے۔ آپ نے رشتوں کے لئے بھی دین کو ترجیح دی تو خدا تعالیٰ نے بھی ان میں برکت عطا فرمائی۔

انجمن احمدیہ سیالکوٹ کا تعزیتی ریزولیوشن اور فیض وظیفہ:

انجمن احمدیہ سیالکوٹ نے مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۲۴ء کو حضرت مولوی محمد فیض الدین صاحب........ کے اخلاص اور خدمات سلسلہ کے پیش نظر ایک تعزیتی قرارداد منظور کی اور زیر ریزولیوشن 136 "فیض وظیفہ" جاری کیا

(حیات فیض صفحہ ۷۱)

محبت وایثار سے معمور یہ مبارک وجود نئی نسل کے لئے مشعل راہ ہے جس نے نہایت اخلاص و وفا سے دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے اپنی زندگی گزاری اور اپنی سیرت و اخلاق کی نہایت اچھی مثال قائم کی۔

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔ "ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اس رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے آپ زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں۔ اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجی تھیں صلی اللہ علیہ وسلم (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۵۷۶ حاشیہ در حاشیہ ۳)

قسط ۳

بسلسلۂ مسیح ہندوستان میں

سیاح نبی

حضرت مسیح علیہ السلام کے مختلف بلاد و امصار کے سفر

تحقیق و تحریر: مظفر چوہدری ــــــ نصیر احمد انجم

ماہنامہ انصاراللہ کے گذشتہ شمارے میں "رفع الی اللہ" پر اسلامی لٹریچر سے حوالہ جات پیش کئے گئے تھے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے شاگردوں کو ملے تھے اور ان کو الوداع کہا تھا۔ آپ کے کہاں کہاں جانے کا ذکر ہے درج ذیل وہ بیانات ہدیہ قارئین کئے جاتے ہیں۔

قصص النبیین کا بیان۔ مسیح گمشدہ بھیڑوں کی تلاش میں:۔

وَ کان سیدنا عیسٰی یقضی اکثرا وقاته فیی السیاحة و الا نتقال مِنْ مُکانٍ یدعو بنی اسرائیل اِلیِ اللّٰه۔ و یهدی خرافهم الضالة الی ربها و سیدها و یَتفق له فی هٰذه الجولاتِ و الرحْلاتِ الیُسرو العسر و الضیقُ و الرَّخاءُ و یحتمل ذٰلكِ صابرًا و یقبل هذا شاکرًا و یصبر علی الجوع و یجتریُ بما یَسُدُّ الرمق

ترجمہ: "اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنے بیشتر اوقات سیاحت میں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے میں گزارتے بنی اسرائیل کو اللہ کی طرف بلاتے۔ ان کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی ان کے پروردگار کی طرف رہنمائی کرتے۔ ان چکروں اور سفروں میں آپ کے لئے سہولت اور تنگی، تنگدستی اور خوشحالی دونوں برابر ہوئے۔ آپ یہ سب کچھ صبر کے ساتھ برداشت کرتے۔ آپ بھوک پر صبر کرتے، اور قوت لایموت پر قناعت کر لیتے۔"

(قصص النبیین۔ علمی کتاب خانہ۔ کبیر سٹریٹ اردو بازار لاہور۔)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصر میں:۔

جغرافیہ نویس یاقوت الحموی نے مصر میں دو تین ایسے مقامات کا ذکر کیا ہے جہاں حضرت مسیح علیہ السلام اور آپ کی والدہ کے قیام کی روایات ملتی ہیں لیکن عام طور پر علماء نے اسے آپ کے بچپن کا واقعہ قرار دیا ہے جب آپ کا خاندان ہیرو دیس کے ظلم کی وجہ سے مصر میں پناہ لینے پر مجبور ہوا تھا تاہم یہ تحقیق طلب مسئلہ ہے۔

ہاں یہودی لٹریچر میں ایک حوالہ ایسا ملتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نوجوانی میں مصر میں تھے۔

جیوش انسائیکلوپیڈیا میں زیر لفظ Jesus لکھا ہے۔

Celsus says ..... he was there in early manhood ..... The Talmud also says that Jesus was in Egypt in early manhood.

ترجمہ: ”Celsus کہتا ہے ..... وہ اوائل جوانی میں وہاں (مصر۔ناقل) موجود تھا۔ طالمود بھی یہ بتاتی ہے کہ وہ اوائل جوانی میں مصر میں تھا۔

: Jewish Enay Encyclopeadya. p. 170. VOL 1:

(۳) **حضرت عیسیٰ علیہ السلام تینس میں:** مصر کے قریب تینس نام کا ایک جزیرہ ہے۔ یہاں کے لوگوں میں یہ روایت تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس جزیرہ پر بھی تشریف لائے۔

علامہ یاقوت الحموی لکھتے ہیں:

”قیل : اِن المسیح ' علیہ السلام ' عبر بھا فیی سیاحتہ فراٰی اِرضاً سبخۃ مالحۃً قَفْرۃ الماءُ الملح محیط بھا فدعا لا ھلھا بِا درار الرزاق علیھم۔

(معجم البلدان جلد ۲ زیر لفظ تینس صفحہ ۵۲)

ترجمہ:۔ کہا جاتا ہے کہ مسیح علیہ السلام اپنی سیاحت کے دوران اس جزیرہ سے گزرے تو آپ نے دیکھا کہ یہاں کی زمین شور زدہ نمکین اور بے آب و گیاہ ہے۔ اور نمکین پانی اس پر محیط ہے۔ اس پر آپ نے اس کے رہنے والوں کے لئے کشادگی رزق کی دعا کی۔

۴۔ **حضرت عیسیٰ علیہ السلام اندلس میں:** حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے ”تحقیق جدید“ میں کشمیر کی ایک قدیم قلمی کتاب ”تاریخ الانبیاء“ کا ایک حوالہ دیا ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اندلس جانے کا ذکر ہے:

”درمتون کتب تاریخ و اخبار مرقوم و اقلام بدائع آثار گزشتہ کہ نوبتے گزر مسیح با جمع کثیر از اصحاب ہدایت و ارباب عوامت بر زمین اندلس افتاد۔“ (تاریخ الانبیاء صفحہ ۲۲۷ بحوالہ جدید صفحہ ۴۶)

مصر سے مراکش کے ساحل تک ابھی تک ایسی کوئی روایت دستیاب نہیں ہوئی۔ البتہ ان علاقوں میں نہایت قدیم زمانہ سے پہاڑوں اور صحراؤں میں اسرائیلی قبائل آباد تھے۔

کشمیر سے دستیاب ہونے والے قلمی نسخے میں حضرت مسیح کے اندلس جانے کا ذکر خاصا دلچسپ ہے۔ مزید کوئی حوالہ اس کی تائید میں دستیاب نہیں ہو سکا لیکن یہ بات واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قبل بنی اسرائیل سپین میں آباد تھے یہودی کتب میں یہ ذکر موجود ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو واقعہ صلیب پیش آیا تو سپین

کے یہود نے یروشلم کے علماء کو خط لکھ کر منع کیا اور کہا کہ یہ کام نہ کرو۔

جیوش انسائیکلو پیڈیا کی تحقیق کے مطابق:

...... As the story that the Jews of Toledo, in a letter addressed to the Sanhedrim at Jerusalem, declared against the Crucifiction. Yet it is certain that the apstle paul intended to visit Spain to proclain his new teachings to the Jews living there.....

(Jewish Encyclopedya - p. 484 vol: x1)

ترجمہ: "اگرچہ یہ کہانی تسلیم نہیں کی جاسکتی کہ طلیطلہ کے یہود نے سنہدریم کو یروشلم ایک خط میں یسوع کو صلیب دینے (کے فیصلے) سے اختلاف کیا تھا۔ تاہم یہ بات یقینی ہے کہ پولوس رسول نے سپین کا دورہ کرنے کا ارادہ کیا تھا تاکہ وہ وہاں آباد یہود میں اپنی تعلیم کی منادی کرے۔"

۵- **حضرت عیسیٰ علیہ السلام حجاز میں:** وطن سے باہر سفر کا دوسرا راستہ یروشلم سے یمن کی طرف نکلتا ہے۔ اس راستے پر دو مقامات ایسے ہیں جن کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہاں آئے۔

i- اخبار مکہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت عیسیٰ بن مریم حج کے لئے آئے تو ان کی زبان پر یہ تلبیہ تھا۔ لبيك اللهم لبيك میں تیری اس بندی کا بیٹا ہوں جو دو نیک بندوں کی بیٹی ہے۔ لبيك اللهم لبيك۔ (اخبار مکہ صفحہ ۳۸ ازرقی)

علل الشرائع میں ہے:- "جناب عیسیٰ علیہ السلام روحا کے میدان میں آئے تھے اور ان کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے کہ "لبيكِ عبدكِ وابن امتكِ لبيكِ" (بحار الانوار جلد ۱۴ صفحہ ۲۴۷ علل الشرائع صفحہ ۱۴۵ بحوالہ بحار الانوار)

ii- مدینہ سے متصل وادی عتیق کے ایک پہاڑ جماء ام خالد پر ایک قدیم قبر ہے۔ اس کی بابت طبری نے لکھا ہے کہ وہاں سے ایک کتبہ دستیاب ہوا تھا جس پر تحریر تھا کہ یہ عیسی بن مریم کی قبر ہے جو بنی اسرائیل کی طرف رسول تھا۔ تاہم ابھی اس بارے میں کافی تحقیق کی ضرورت ہے۔ قبر تو یہ ہو نہیں سکتی۔ ممکن ہے آپ یہاں بیٹھے ہوں اور بعد میں بنی اسرائیل نے اس زیارت کو قبر میں تبدیل کر دیا ہو جیسا کہ پٹھان آج کل بھی کرتے ہیں۔ وفا الوفاء میں اسے مسیح کی قبر بتایا گیا ہے۔ (طبری۔ جلد اول مکتبہ خیاط۔ شارع بلس۔ بیروت۔ لبنان صفحہ ۷۳۹)

اس کے علاوہ مکہ میں مسجد مریم تھی مقدسی اپنے جغرافیہ میں لکھتا ہے کہ: "مکہ کے قرب ہی میں ایک جگہ تھی

جس کا نام مسجد مریم تھا۔"

مکہ کے قریب میں ہی ایک مقام "مئوقف نصرانی" تھا جس کا ذکر تاج العروس میں ہے۔ مقدسی نے مکہ میں ایک عیسائی قبرستان کی بھی نشاندھی کی ہے: "مقبرۃ النصاری دبر المقلع علی طریق بئر عنبتہ بذی طویٰ"

(جغرافیہ مقدسی -- (بحوالہ عربستان میں مسیحت صفحہ ۱۳۰ ریلیجس سوسائٹی انار کلی لاہور۔)

خانہ کعبہ میں قدیم زمانے سے حضرت عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کی تصاویر بنی ہوئی تھیں۔

۶۔ **حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں** سفر کا تیسرا راستہ دمشق و حلب سے ہو کر تبت اور چین تک پہنچتا ہے۔ اس راستے پر سب سے پہلے دمشق میں حضرت مسیح کے تشریف لانے کا ذکر ملتا ہے:۔

ابن جریر نے محمد بن اسحاق کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ:

"اہل دمشق میں سے جن لوگوں نے مسیح کی تصدیق کی اور آپ پر ایمان لائے ان میں ایک شخص ضینا نامی بھی تھا۔ وہ دمشق کے مشرقی دروازے کے پاس کلیسا مصلبۃ کے نزدیک ایک غار میں پولوس یہودی کے خوف سے چھپا بیٹھا تھا جو مسیح کے حق میں بڑا ظالم ...... اور بغض رکھنے والا شخص تھا۔ اس شخص نے اپنے بھائی کو مسیح پر ایمان لانے کی وجہ سے سر مونڈ کر اور سارے شہر میں گھما کر پھر سنگسار کر دیا تھا یہاں تک کہ وہ (بے چارہ) مر گیا۔ اللہ اس پر رحم کرے۔ جب پولوس نے یہ سنا کہ مسیح علیہ السلام دمشق کی طرف آ رہے ہیں تو اس نے اپنا خچر لیا اور آپ کو قتل کرنے کے ارادے سے نکل کھڑا ہوا اور کوکب نامی مقام پر آپ کو جا لیا۔ جب اس نے مسیح کے اصحاب کی طرف رخ کیا تو ایک فرشتے نے اپنے پر کی ضرب اس کے چہرے پر لگائی اور وہ اندھا ہو گیا۔ اس نے یہ ماجرا دیکھا تو اس کے دل میں مسیح علیہ السلام کی صداقت گڑ گئی۔ وہ آپ کے پاس آیا۔ اپنے کئے پر معذرت کی اور آپ پر ایمان لایا۔ پھر اس نے آپ سے سوال کیا کہ آپ اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیر دیں تا کہ اللہ اس کی بینائی اسے واپس لوٹا دے۔ اس پر آپ نے اس سے فرمایا کہ ضینا کے پاس جاؤ جو تمہارے ہاں دمشق میں سوق مستطیل کی مشرقی طرف (چھپا ہوا۔ ناقل) ہے۔ وہ تمہارے لئے دعا کرے گا۔ چنانچہ وہ اس کے پاس گیا۔ اور اس کی دعا سے پولوس کی بینائی لوٹ آئی۔ اور پولوس کا ایمان مسیح کے عبداللہ اور اس کے رسول ہونے پر پختہ ہو گیا۔ اس کے نام پر ایک کلیساء بھی بنائی گئی جو صحابہ رضی اللہ عنھم کے دمشق فتح کرنے کے موقع تک "کنیسیۃ بولص" کے نام سے مشہور تھی۔ بعد کے زمانے میں یہ ویران ہو گئی۔ (البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۰۱ جلد ۲)

دمشق میں ایک مشہور پہاڑ جبل قاسیون ہے۔ اس کے غربی حصے میں ایک غار "مغارۃ الدم" نامی ہے جس کے

بارے میں عوام کا خیال تھا کہ یہاں پتھروں کے سرخ رنگ کی یہ وجہ ہے کہ یہاں ہابیل قتل ہوا تھا۔ مشہور اندلسی سیاح ابن جبیر اپنے سفرنامے میں لکھتا ہے:

"ابن المعلی الاسدی کی تاریخ میں ہم نے دیکھا ہے کہ اس غار میں حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰ حضرت لوط اور حضرت ایوب علیہم السلام نے نماز پڑھی...... (سفرنامہ ابن جبیر مترجم صفحہ ۲۳۱۔ حافظ احمد علی شوق رامپوری نفیس اکیڈمی۔ اسٹریچن روڈ کراچی۔ طبع اول مئی ۱۹۶۹ء)

مقام عیسیٰ:۔ دمشق میں ایک پہاڑ ربوۃ نامی ہے جس پر ایک خوشنما عمارت تھی۔ جو حضرت عیسیٰ اور آپ کی والدہ کے پناہ لینے کی وجہ سے معروف تھی۔ (سفرنامہ ابن جبیر صفحہ ۲۴۱)

دمشق شہر میں "کنیسیة مریم" ایک مشہور عبادت گاہ تھی۔ جسے رومیوں میں بیت المقدس کے بعد سب سے بڑا درجہ حاصل تھا۔ (سفرنامہ ابن جبیر صفحہ ۲۳۸)

دمشق میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد۔ پولوس کا آپ سے سامنا۔ اور حواس باختگی یا بینائی سے محروم ہو جانا اور آپ پر ایمان لانا عیسائی ماخذوں میں بھی بیان ہوا ہے۔ اس کا مفصل بیان "Jesus at Rome" میں ہے۔

شام میں آپ کی آمد کا تذکرہ صاحب روضۃ الصفا نے یوں کیا ہے۔ (زیر باب ذکر مہاجر عیسیٰ از بیت المقدس و ظہور بعضے معجزات در آن سفر)

> "چوں یہود حضرت نبوی را تکذیب نمودند از شہر اخراج کردند۔ عیسیٰ با مریم روئے براہ نہادند بقریہ از قرائے شام رسید تد و بخانہ کریمی از کرام آں نواحی نزول فرمودند"

(۸) **حضرت عیسیٰ علیہ السلام میافارقین میں:۔** میافارقین دیار بکر کا ایک مشہور شہر تھا جہاں نہایت قدیم زمانے سے عیسائی اور یہودی آباد تھے۔ علامہ یاقوت اور علامہ قزوینی نے اس شہر کے گرجوں کا حال تفصیل سے لکھا ہے۔

علامہ یاقوت کے نزدیک شہر کا یونانی نام مدور صالا تھا یعنی شہدا کا شہر۔ اس شہر کی پرانی عمارتیں قیصر تھیوڈوسیس کے وقت کی تھیں۔

"جغرافیہ خلافت مشرقی" کا مصنف جی۔ لی اسٹرینج لکھتا ہے:

> "پرانی عمارتیں قیصر تھیوڈوسیس کے زمانے کی تھیں۔ اور ان میں سے بعض خصوصاً ایک قدیم گرجے کے آثار کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ "حضرت مسیح کے زمانے میں بنا تھا۔" مخصوص چیزوں میں شہرپناہ

کے جنوب مغربی برج کی چوٹی پر ایک بڑی صلیب نصب تھی جس کا رخ بیت المقدس کی طرف تھا' اور مشہور تھا کہ یہ صلیب اسی کاری گر کے ہاتھ کی تھی جس نے بیت المقدس والی بڑی صلیب بنائی تھی اور جو کنیسیة القیامة کے گنبد پر نصب کی گئی تھی یہ دونوں صلیبیں ایک سی تھیں۔ اور ان کو دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔ (جغرافیہ خلافت مشرقی صفحہ ۱۴۳' ۱۴۴)

علامہ یاقوت کے الفاظ یہ ہیں:

"قد ذکر فی ابتداء عمارتھا انہ کان فی موضع بعضھا الیوم قریة عظیمة و کان بھا بیعة من عھد المسیح و بقی منھا حائط الٰی و قتنا ھذا" (معجم البلدان صفحہ ۲۳۶ جلد ۵)

شہر کی وجہ تسمیہ کی بابت وہ لکھتے ہیں کہ مروثا بن لیوطا نے اس میں ان عیسائیوں کی ہڈیاں محفوظ کی تھیں جو شاپور نے شہید کئے تھے۔

یاقوت لکھتے ہیں کہ یہودیوں کے محلے میں ان کی عبادتگاہ کے قریب سنگ اسود کا ایک پیالہ تھا جس میں شیشے کا ایک ڈبہ (منطقة) پڑا رہتا تھا اس میں یوشع بن نون کا خون تھا اس ڈبے کے مس سے ہر بیماری دور ہو جاتی تھی اور جب اسے برص پر ملا جاتا تھا تو برص دور ہو جاتا تھا (اذا طلبی بہ علی البرص ازالہ) اور مروثا اسے رومیتہ الکبریٰ سے ساتھ لایا تھا۔

اب اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد میں گرجے کی تعمیر ہوئی تھی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ماننا پڑے گا کیونکہ تین سالہ نبوت میں میافارقین تو کیا یروشلم میں بھی ابھی آپ کو لوگوں نے قبول نہیں کیا تھا۔

جہاں تک یوشع بن نون کے خون کا سوال ہے۔ میری رائے میں یہ صرف یوشع یعنی یشوع کا خون ہے جو تبرکاً یہاں رکھا گیا تھا ورنہ یوشع بن نون کا خون موجود ہونا عملاً ممکن نظر نہیں آتا۔ یہود نے از راہ تعصب اسے یوشع بن نون کا خون مشہور کر دیا ہو گا۔

۹- **حضرت مسیح الرہا میں:۔** الرہا (اڈیسہ) میں حضرت مسیح علیہ السلام کے ایک رومال کا تذکرہ اسلامی جغرافیہ نویسوں نے کیا ہے۔ قوی امکان ہے کہ یہ "Turin shroud" ہی تھا۔ مسعودی نے اسے "یسوع ناصری کا مندیل" لکھا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ یہ وہ کپڑا تھا جس سے حضرت مسیح نے اصطباغ کے بعد اپنا جسم خشک کیا تھا۔

ابن حوقل اسے "مندیل عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام" لکھتا ہے۔

ابن الاثیر لکھتا ہے کہ یہ وہ (مندیل) رومال تھا جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اس

سے اپنا منہ پونچھا تھا اور اس پر آپ کی صورت ابھر آئی۔

اڈیسہ کے اس کپڑے کے بارے میں عیسائیوں کی روایت Moses of Chorene نے بیان کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ تبرک حضرت مسیح علیہ السلام کی ایک شبیہ کے تھے جسے بڑی صنعت سے کپڑے پر کاڑھا گیا تھا اور جسے حضرت مسیح علیہ السلام نے اڈیسہ کے بادشاہ ابگاروس (Abgarus) کے پاس بھیجا تھا۔" (بحوالہ جغرافیہ خلافت مشرقی صفحہ ۱۳۱ تا ۱۳۳ اردو صفحہ ۱۰۴، ۱۰۵ انگریزی

عیسائی محقق پادری سلطان محمد لکھتے ہیں:

"جس بادشاہ کے متعلق سریانی کلیساؤں میں یہ مشہور ہے کہ اس نے حضور مسیح کو خط لکھا کہ یہودی آپ کو تکلیف دے رہے ہیں۔ آپ میرے پاس آجائیں وہ الرھا ہی کا بادشاہ تھا جس کا نام اباجر معروف بہ ادخاما تھا۔

(عربستان میں مسیحیت صفحہ ۱۱۰ پنجاب ریلجس سوسائٹی ۱۹۴۵ء) (جاری)

آپ کا خط ملا

مولانا شیخ مبارک احمد صاحب مقیم U.S.A اپریل ۱۹۹۸ء کے شمارہ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

السلام علیکم و رحمتہ اللہ وبرکاتہ ...... رسالہ انصار اللہ کا اپریل نمبر ملا ...... جب رسالہ سے کرنل ڈگلس کے بارہ میں تفصیلی مضمون پڑھا تو پھر آپ کی خدمت میں قدرے تفصیل سے لکھنے کا ارادہ ہوا۔ سب سے پہلے تو دل چاہا کہ آپ کو اس محنت سے مضمون کے ضروری حصوں کی تلاش اور مختلف ذرائع سے مزید معلومات کیلئے جدوجہد کرنے پر آپ کو داد دوں اور مبارکباد۔ اگرچہ چند ماہ قبل خاکسار نے اسبارہ ایک معمولی اصلاح کی طرف توجہ دلائی تھی اور اب ایک دلچسپ ایمان افروز آیات بینات سے مرصع یہ مضمون آپ نے شائع کر کے بڑی علمی اور تاریخی خدمت انجام دی ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ دل بہت مسرور ہوا۔ اور خوب خوب محظوظ ہوا۔ اس ایشو میں دوسرے مضمون ابھی نہیں پڑھے لیکن عنوان دیکھے۔ "خوش کلامی" ایک نہایت ہی ضروری وقت کا تقاضا ہے۔ زبان کی خشونت سے دل دکھتے ہیں۔ اور فساد پیدا ہوتے ہیں۔ اے کاش یہ مضمون الفضل اور سب پرچوں میں شائع ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید نیک خدمت کی توفیق دے۔

والسلام خاکسار

شیخ مبارک احمد

سیر میں خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا نظارہ

(نوٹ) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک ارشاد پر اہالیان ربوہ یعنی جملہ انصار، خدام اور اطفال نے سیر کا پروگرام بنایا اور اس سیر کے مشاہدات و تاثرات تحریر کئے محترم میر سید محمود احمد ناصر صاحب کے مضمون کا ایک حصہ افادہ احباب کے لئے شائع کیا جا رہا ہے (ادارہ)

خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا مشاہدہ بھی کئی پہلوؤں سے ہو سکتا ہے۔ اس سیر میں خاکسار نے جس پہلو کو زیادہ مد نظر رکھا اس کا ذکر قرآن شریف میں ان الفاظ میں ہے۔ وَ مِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِیْضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَ غَرَابِیْبُ سُوْدٌ وَ مِنَ النَّاسِ وَ الدَّوَآبِّ وَ الْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا اس آیت اور اس سے متعلقہ آیات میں قدرت کے جس پہلو پر زور دیا گیا ہے وہ حیوانی، نباتاتی اور مظاہر قدرت میں تینوں کی وسعت ہے۔

چونکہ مشاہدہ مقصود تھا اسلئے مجبوراً مشاہدہ کی گہرائی پر نسبتاً زیادہ زور دیا گیا اور مختلف قسم کے مظاہر قدرت کی تعداد اور وسعت پر نظر ڈالی گئی جن کی ساری تفصیل کا بیان تو مشکل ہے ایک مختصر خاکہ پیش کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

نباتات درخت، پودے، بیلیں، پھول، پتے، پھل اور جڑوں کا وسیع پیمانہ پر مشاہدہ کیا گیا مثلاً برگد، پیپل، شیشم، سرس، ولایتی کیکر، دیسی کیکر، بیری، آم، جامن، امرود، مالٹا، کنو، سنگترہ، انجیر، کیلا، سیب کھجور، گلگل، کھٹی، سفیدہ وغیرہ قسما قسم کے درخت دیکھے گئے۔

درخت سال کے مختلف اوقات میں مختلف کیفیت اور شکل رکھتے ہیں۔ اس مشاہدہ کو بھی تفصیل سے تحریر میں نہیں لایا جا سکتا۔ بطور نمونہ چند درختوں کا ذکر کرتا ہوں۔

اس موسم میں سرس کے درخت کی عجیب کیفیت ہے جس میں ماضی اور مستقبل کا اجتماع ہے۔ ایک ہی درخت پر پرانی پھلیاں پک کر خشک ہو کر بڑی تعداد میں لٹکی ہوئی ہیں اور گرنے کے لئے تیار ہیں دوسری طرف اسی درخت پر ننھی ننھی ہلکے سبز رنگ کی کونپلیں پھوٹ رہی ہیں۔ اس درخت پر نئے اور پرانے کا ایک دلچسپ اجتماع ہے۔

کیلے کے پودے پر کیلے لگ چکے ہیں مگر ابھی کچے ہیں۔ آم کا درخت چھوٹی چھوٹی امیوں سے جو مرغی کے انڈے کے برابر ہیں لدا ہوا ہے اور بہت خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ گلگل اور کھٹی کے پودے پر چھوٹا چھوٹا پھل ہے امرود کے پودوں پر پھل ختم ہونے کے بعد سفید رنگ کے چھوٹے چھوٹے پھول ہیں۔ کیکر کی دونوں قسمیں پھلیوں

سے لدی ہوئی ہیں۔ سیب کے درخت چھوٹی قسم کے سبز رنگ کے سیبوں سے لدے پڑے ہیں۔

چھوٹے پودے بھی مشاہدہ میں آئے مثلاً گلڈینہ جس پر ننھے ننھے پھولوں کے گچھے لگے ہوئے تھے۔ ہرمل کے پودے جن پر آجکل سفید پھول ہیں اور پک کر تیار ہونے پر ان میں ایسے دانے لگتے ہیں جو آگ میں ڈالنے سے خوشبو پیدا کرتے ہیں۔ پلچھی کا پودا جس سے دریا کا سابقہ بیڈ بھرا ہوا تھا اور جس کو پٹھان کاٹ کر "بالن بالن" کرتے پھرتے ہیں۔ گلاب کے پودے تھے اور ایک جگہ سڑک کے کنارے باڑ کی طرح مسلسل گلاب کی جھاڑیاں لگی ہوئی تھیں۔ اس سیر میں سن کا پودا نئی چیز تھا۔ اس پر نہایت ہی خوبصورت زرد رنگ کے پھول تھے۔ آک کا پودا اس علاقہ میں عام ہے۔ زمین کے ساتھ لگے ہوئے پودوں میں ایک چیز جو خاص دلچسپی کا موجب بنی چھوٹے چھوٹے خوشنما زرد رنگ کے پھول تھے جو زمین کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔ ان میں لطف کی بات یہ تھی کہ بہت سے ایسے پھول جو بظاہر الگ الگ نظر آتے تھے دراصل ایک ہی جال کی طرح پھیلی ہوئی بیل کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔ اس سیر میں کھیتوں اور فصلوں کو زیادہ غور کے ساتھ دیکھنے کا موقعہ ملا۔ جس طرف ہم گئے تھے وہاں عموماً گندم کی کٹائی تو ہو چکی تھی۔ گندم کے علاوہ جو فصلیں اپنی نشوونما کے مختلف مراحل میں سے گزرتی ہوئی دیکھی گئیں ان میں سے سبزیاں یعنی کدو، کریلا، تربوز، خربوزہ، ٹینڈے، رواں، پیاز، مرچ، بھنڈی اور تمباکو، کپاس کپاس جس کے پودے ابھی چھوٹے تھے اور جوار، مکئی، لوسرن، برسیم۔ کچھ گنا وغیرہ بھی دیکھے گئے۔ تمباکو کا ایک کھیت ایسا بھی تھا جو بیج کی تیاری کے لئے چھوڑا گیا۔ اس کے اوپر کا حصہ پر سرخی و سفیدی ملے ہوئے پھول خوشنما بہار دے رہے تھے۔ ایک کسان کے کھیت نے میری توجہ کو خاص طور کھینچا جس نے اپنے کھیت میں عمدہ طریق سے "وٹ" بنا کر پیاز، تمباکو، بھنڈی وغیرہ وغیرہ دو چار چیزیں اکٹھی قرینہ سے لگائی ہوئی تھیں۔ ایک برسیم کے کھیت میں برسیم کے ساتھ "کاسنی" کے نیلے نیلے پھول خوش نما نظارہ پیش کر رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ گو جانور کاسنی کو شوق سے تو نہیں کھاتے کیونکہ شائد مزہ میں کچھ کڑواہٹ ہوتی ہے مگر دودھ کو بڑھانے کے لئے مفید ہے۔ رواں کے پودے میں کہیں کہیں نہایت خوبصورت پیازی رنگ کے پھول پھوٹ رہے تھے۔

ان کے علاوہ بعض مفید جڑی بوٹیاں اور جھاڑیاں مشاہدہ میں آئیں جن میں ایک پر گھنٹی کی شکل کے دو رنگے خوبصورت پھول تھے۔ پوہلی کی طرح زراعت کے لئے بعض غیر مفید بوٹیاں بھی نظر سے گزریں۔

حیوانی زندگی اس سیر میں حیوانی زندگی میں خدا تعالیٰ کی قدرت کا تنوع بھی وجد آفرین تھا۔ معروف جانور اونٹ، گائے، بیل، بھینس، گھوڑا، گدھا، بھیڑ بکری، کتا، مرغ کے علاوہ طرح طرح کے پرندے مثلاً فاختہ، نیلکنٹھ، طوطا، ٹیٹری، ممولا، بٹیر، چڑیا، سیڑھ، ابابیل، بگلا، کوا وغیرہ اور طرح طرح کے کیڑے جن کے نام بھی شاید اردو زبان میں موجود نہیں نظر آئے۔ معروف چڑیا کے علاوہ کئی طرز کی چڑیا ہمارے علاقہ میں پائی جاتی ہے جن کی تفصیل کا بیان شاید کیمرہ اور

کچھ علم zoology کا محتاج ہے۔

ربوہ کی پہاڑی پر جس کے ایک درہ میں سے ہم گزرے ہیں نے متعدد (shade) کے پتھر مشاہدہ کئے موٹے طور پر چار قسم میں ان کو تقسیم کیا جا سکتا ہے ایک خاصا سرخی مائل پتھر ہے دوسرا خاصا سیاہی مائل ہے۔ تیسرا ہلکا نیلا یا آسمانی قرار دیا جا سکتا ہے۔ چوتھا سفیدی مائل یا سلیٹی رنگ کا ہے۔ دریا کے پرانے بیڈ میں مجھے ایک سفید رنگ کا چھوٹا سا گھونگہ بھی ملا۔

آواز مشاہدہ قدرت کا ایک ذریعہ مختلف قسم کی آوازیں سننا ہے جو ایک خوبصورت ساز کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس سیر میں آوازوں کے تنوع کی ایک دنیا آباد تھی۔ مختلف قسم کے پرندوں کی آواز کا اپنا رنگ تھا۔ صبح کے وقت بعض درختوں پر چڑیوں کا جھرمٹ ایک عجیب ترنم پیدا کرتا ہے۔ بعض چھوٹے پرندے اپنی الگ آواز نکال رہے تھے۔ فاختہ کی آواز دور درختوں کے جھنڈ سے کئی دفعہ لطف دیتی رہی۔ ربوہ کے درختوں پر گل دم جس کو عام طور پر ہمارے علاقہ میں بلبل کہا جاتا ہے (گو وہ اصلی ایرانی بلبل نہیں ہے) کی آواز تین سروں پر مشتمل ہے۔ سیر کے دوران میں کئی قسم کی آوازوں کا مجموعہ کانوں کو متاثر کرتا تھا جس کا تجزیہ میں نے کرنے کی کوشش کی تو وہ پرندوں کی چہچہاہٹ مرغ کی بانگ' پکی سڑک پر موٹروں کی گھرگھراہٹ' مویشیوں کی آواز وغیرہ پر مشتمل تھا۔

ایک بڑی لطیف آواز ہوا کی تھی جو مختلف قسم کے درختوں میں سے گزرتی ہوئی مختلف آواز پیدا کرتی ہے۔

رنگ اس سیر میں درختوں' جانوروں' پھولوں جمادات وغیرہ کے رنگوں کا تنوع اس قسم کا تھا جو خدا کی قدرت یاد دلاتا تھا۔ ایک سبز رنگ کے ہی اتنے shade تھے کہ شاید عربی کے علاوہ کسی زبان میں ان کے نام نہیں ہوں گے۔ زرد رنگ کے دو پھولوں کا ذکر کر چکا ہوں۔ کہنے کو دونوں زرد تھے' دونوں خوبصورت تھے مگر دونوں کی زردی بھی حد درجہ مختلف تھی۔ اسی طرح سرخ رنگ کے اتنے متنوع shade صرف مختلف رنگوں کا جائزہ لینے کے لئے ایسی سیر کی جائے تو دامن سب کو سمیٹ نہ سکے۔ جامعہ میں جہاں سے ہم نے سیر شروع کی اور جہاں آکر سیر ختم کی کنیر کے دو درخت قریب قریب کھڑے ہیں ایک ہی جیسے پتے' ایک ہی جیسی ٹہنیاں' ایک ہی طرز اور خدوخال' مگر ایک کے پھول بالکل دودھ کی طرح سفید اور دوسرے کے خوب تیز شوخ رنگ کے سرخ۔ یہ تقابل اور تشابہ عجیب لطف دیتا ہے اور مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ کا حسین منظر پیش کرتا ہے۔ اسی طرح ان درختوں کے قریب جو پوٹولا کا کے پھول دھوپ کے ساتھ کھلتے اور دھوپ کے ہٹتے ہی بند ہو جاتے ہیں۔ ان میں رنگوں کا حسین تنوع ہے گندم کے پکے ہوئے کھیت کا سنہری رنگ' بگلے کی سفیدی' طوطے کی سبزی دیکھ کر انسان بے اختیار کہہ اٹھتا ہے۔

سورج' روشنی اور گرمی کی لہریں اس سیر میں سورج ہمارے سامنے تھا۔ قدرت خداوندی کی یہ چمکتی ہوئی تجلی سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ کی آیت یاد دلاتی تھی۔ میں سوچ رہا تھا کہ ہائیڈروجن گیس کی ہیلیم گیس میں تبدیلی کا یہ

عظیم کارخانہ جو لاکھوں لاکھ سال کے لئے خدا تعالیٰ کی قدرت نے ہم کمزور انسانوں کے لئے جاری کیا ہے۔ ایک محیرالعقول کرشمہ ہے۔ روشنی اور طاقت کی جو زبردست مقدار ہر لمحہ سورج سے زمین پر پڑ رہی ہے وہ اتنی زبردست ہے کہ زمین پر قوت کے سارے ماخذ بھی اس کے ہزارویں حصہ کے برابر نہیں ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے نظام شمسی میں سورج کو روحانی نظام میں روح القدس کے وجود سے تشبیہہ دی ہے۔ جس طرح روحانی نظام روح القدس کے نور سے روشن ہے یہی حال ظاہری نظام میں سورج کا ہے۔ اس کی روشنی اپنے اندر جو آب و تاب، جو چمک دمک، جو نکھار رکھتی ہے اور ایک ہی دن میں طلوع و غروب وغیرہ اوقات میں سورج جو حسن کے جلوے دکھاتا ہے وہ بصیرت رکھنے والے کے لئے سحرانگیز ہے۔

خوشبو خدا تعالیٰ کی قدرت کی ایک لطیف تجلی ان طرح طرح کی خوشبوؤں میں محسوس ہوئی جو اس سیر کے دوران میں سونگھی گئی۔ ہر پھول، ہر پھل، ہر پتہ، ہر کھیت اپنی ہلکی یا تیز خوشبو بکھیر رہا تھا اور کہیں کہیں بِضِدِّہٖ تُعرف الاشیاء کے مطابق بدبو کا احساس خوشبو کی قدر کو بڑھاتا تھا۔

انسانی تنوع اس سیر کے دوران میں ہم نے انسانوں کو بھی دیکھا جو خدا کی قدرت کا شاہکار ہیں۔ من الناس مختلفٌ الوانہٗ کا نظارہ بھی نظر آیا۔ مختلف رنگ، شکل، قد، جسامت، لباس، پیشہ، اور عمر کے انسان مختلف لب و لہجہ اور زبان بولنے والے مختلف کاموں میں مصروف انسان نظر کے سامنے آئے۔

خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا ایک روحانی نظارہ ہم نے دیکھا کہ ربوہ کے باشندے سینکڑوں کی تعداد میں ربوہ کے چاروں طرف اپنے امام کے صرف ایک اشارہ پر نکل کر قدرت کے نظارہ میں محو تھے۔ بوڑھے بھی اور جوان بھی، اور بچے بھی مختلف انداز اور مختلف عمر اور مختلف لباس اور مختلف تعلیم اور مختلف طرز فکر رکھنے والے۔ میں نے ستر سالہ بوڑھے بھی دیکھے، چھوٹے چھوٹے بچے بلکہ چند بچیاں بھی۔ وکیل، مبلغ، استاد، دکاندار، طالب علم، مختلف مزاج اور طبیعتوں کے مالک محض اشارہ پر اپنا کام، اپنا آرام، اپنا گھر چھوڑ کر میلوں میل چکر لگا رہے تھے۔ ان میں میرے جیسے بھی تھے جو اپنے سارے ہفتہ کی نیند کی کمی جمعہ کے دن چھٹی کی وجہ سے صبح پوری کرتے ہیں۔ میں سوچتا ہوں کہ یہ بھی خدا کی قدرت کا ایک نظارہ تھا جو ہم نے دیکھا اس محبت کا ایک اظہار تھا جو خدا تعالیٰ نے خلافت کے ساتھ اس جماعت کے دل میں پیدا کی ہے۔ الحمدللّٰہ ولا حول ولا قوۃ اِلا باللّٰہ خدا کی عظیم قدرتوں کی ایک نہایت ہلکی سی تجلی کا ایک نہایت ہی مختصر خاکہ پیش کیا گیا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے۔

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

(بشکریہ ماہنامہ خالد ربوہ جون ۱۹۷۲ء)

ناظمین علاقہ مجلس انصاراللہ پاکستان

محترم صدر صاحب نے مندرجہ ذیل ناظمین علاقہ مقرر فرمائے ہیں۔

اسماء ناظمین	علاقہ	اضلاع
۱۔ مکرم نعیم احمد خانصاحب	کراچی و حیدر آباد ڈویژن	کراچی۔ حیدر آباد۔ ٹھٹھہ۔ بدین۔ سانگھڑ۔ دادو۔ تھرپارکر۔ میرپور خاص۔ عمرکوٹ۔ مٹھی۔
۲۔ مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب	خیرپور۔ سکھر ڈویژن	سکھر۔ خیرپور۔ جیکب آباد۔ نواب شاہ۔ لاڑکانہ۔ شکار پور۔
۳۔ مکرم شیخ رفیق احمد صاحب	فیصل آباد ڈویژن	فیصل آباد۔ جھنگ۔۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ۔
۴۔ مکرم چوہدری عبدالحلیم طیب صاحب	لاہور ڈویژن	لاہور۔ قصور۔ شیخوپورہ۔ اوکاڑہ۔
۵۔ مکرم عبدالواحد ورک صاحب	اسلام آباد۔ راولپنڈی ڈویژن۔	راولپنڈی۔ اسلام آباد۔ اٹک۔ جہلم۔
۶۔ مکرم شمس الدین اسلم صاحب۔	صوبہ سرحد	اضلاع صوبہ سرحد

ناظمین اضلاع انصاراللہ اور وقف جدید

تمام ناظمین اضلاع مجلس انصاراللہ پاکستان سے درخواست ہے کہ حسب فیصلہ اجلاس گزشتہ شعبہ وقف جدید سے متعلق مجموعی ضلعی کوائف جلد از جلد مرکز کو ارسال کر دیں۔ اور آئندہ اس امر کو یقینی بنائیں کہ ان کی طرف سے یہ ضلعی کوائف، ہر سہ ماہی کے اختتام پر ایک ہفتہ کے اندر اندر مرکز کو ارسال کر دیئے جایا کریں۔

(قائد وقف جدید۔ مجلس انصاراللہ پاکستان)

نتیجہ امتحان سہ ماہی چہارم ۱۹۹۷ء

مجلس انصاراللہ پاکستان کے مرکزی امتحان سہ ماہی چہارم ۱۹۹۷ء میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ۲۰۴ مجالس کے ۲۶۰۷ انصار نے شرکت کی۔ مندرجہ ذیل انصار نے نمایاں پوزیشن حاصل کی۔

اول :۔ مکرم قریشی فصیح الدین احمد صاحب۔ نارتھ کراچی۔ دوم:۔ مکرم شیخ سعید احمد صاحب۔ گلشن جدید کراچی۔ سوم:۔ مکرم ماسٹر بشارت احمد صاحب۔ دارالعلوم وسطی ربوہ۔ مکرم عزیز احمد طاہر صاحب۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ مکرم شریف احمد صاحب۔ سیالکوٹ۔

خصوصی گریڈ کے ساتھ نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے احباب:۔

ربوہ:۔ کوارٹرز تحریک جدید:۔ ملک اللہ بخش صاحب۔ ملک منصور احمد صاحب۔ منیرالدین احمد صاحب۔ سمیع اللہ زاہد صاحب۔ محمد سعید انصاری صاحب۔ ناصر آباد شرقی:۔ محمد افتخار احمد چوہدری صاحب۔ ناصر احمد ولد چوہدری بشیر احمد صاحب۔ عبدالسلام ظافر صاحب۔ شمیم احمد خالد صاحب۔ غلام احمد گھمن صاحب۔ فضل الٰہی ملک صاحب۔ دارالرحمت وسطی:۔ منصور احمد تاثیر صاحب۔ محمد ارشد قریشی صاحب۔ دارالرحمت الف:۔ عبدالرشید منگلا صاحب۔ شیخ عبدالماجد صاحب۔ عبدالباسط خاں صاحب۔ دارالرحمت شرقی ب:۔ صوبیدار محمد اشرف خاں صاحب۔ چوہدری محمد شفیع فیروز پوری صاحب۔ نذیر احمد باجوہ صاحب۔ دارالعلوم غربی (حلقہ خلیل) ماسٹر نذیر احمد سندھو صاحب۔ ملک محمد اعظم صاحب (حلقہ صادق) دارالعلوم وسطی:۔ پروفیسر محمد شریف صاحب۔ ماسٹر نصیر احمد ناصر صاحب۔ دارالبرکات:۔ مرزا غلام رسول صاحب۔ دارالیمن غربی:۔ مرزا عبدالرشید صاحب۔ گولبازار:۔ محمد عبدالماجد صدیقی صاحب۔ دارالفتوح:۔ چوہدری محمد رفیق ارائیں صاحب ایم اے۔ بی ایڈ۔ دارالنصر شرقی:۔ مبارک احمد خاں صاحب۔ دارالنصر غربی الف:۔ میاں محمد یوسف صاحب۔ بشارت احمد صاحب۔ ماسٹر برکت علی صاحب۔ مغلپورہ ۔ لاہور:۔ میاں عبدالمنعم صاحب۔ ملک گلزار احمد صاحب۔ میاں منظور احمد صاحب۔ ظہور احمد صاحب۔ محمد سعید اشرف صاحب۔ دہلی گیٹ۔ لاہور:۔ محمد سلیم اختر صاحب۔ محمد رمضان صاحب۔ وحدت کالونی لاہور:۔ محمد منظور احمد خاں ایاز صاحب۔ دارالنور فیصل آباد:۔ محمد انور شاد صاحب۔ دارالذکر فیصل آباد:۔ محمد اشرف کاہلوں صاحب۔ دارالحمد فیصل آباد:۔ ڈاکٹر بشیر حسین تنویر صاحب۔ گلشن جدید کراچی:۔ انور علی صاحب۔ محمد ابراہیم شاد صاحب۔ محمد علی سوسائٹی کراچی:۔ خورشید احمد خاں صاحب۔ النور کراچی:۔ طاہر احمد ہاشمی صاحب۔ چوہدری ناصر احمد گوندل۔ مارٹن روڈ کراچی:۔ عبدالباری قیوم صاحب۔ ڈرگ کالونی کراچی:۔ یعقوب احمد بٹ صاحب۔ چوہدری اعجاز احمد صاحب۔ اسلام آباد جنوبی:۔ ایم اے لطیف شاہد صاحب۔ دوالمیال ضلع چکوال:۔ اعجاز احمد۔ ۔مظفر گڑھ:۔ محمود مجیب اصغر صاحب۔ تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازیخان:۔ منظور احمد مقصود صاحب۔ بشیر احمد صاحب۔ چونڈہ ضلع سیالکوٹ:۔ مسعود احمد لون صاحب۔ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ:۔ رفیق احمد صاحب۔ سول لائن راولپنڈی:۔ ملک محمد عبداللہ ریحان صاحب۔ میرپور خاص:۔ رفیق احمد بجہ صاحب۔ کنری ضلع عمرکوٹ:۔ عبدالمجید زاھد صاحب۔ حیدر آباد:۔ رشید احمد صاحب۔ جیکب آباد۔ مرزا بشیر احمد صاحب۔

(قائد تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان)

ہر احمدی قرآن کریم صحت کے ساتھ سکھانے والا استاد بن جائے

....

جولائی ۱۹۹۱ء میں انٹرنیشنل شوریٰ منعقدہ اسلام آباد ٹلفورڈ (یو۔کے) میں حضرت خلیفتہ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآن مجید کی درست تلاوت کی اہلیت پیدا کرنے کے سلسلہ میں ایک اہم منصوبہ جماعت کے سامنے رکھا تھا۔ حضور اقدس کا یہ خطاب انگریزی زبان میں تھا۔ اس کے ایک حصہ کا اردو ترجمہ پیش ہے۔

(قائد تعلیم القرآن مجلس انصار اللہ پاکستان)

"لب لباب یہ ہے کہ ہم بہت وسیع پیمانہ پر اساتذہ تیار کرنا شروع کریں۔ ہمارا انتہائی مقصد یہ ہو گا کہ ہر احمدی' مرد ہو یا عورت قرآن کریم صحت کے ساتھ سکھانے والا استاد بن جائے........

میں نے ذیلی تنظیموں کو ہدایت دی ہے کہ وہ ایسے افراد کو طلب کریں جو استاد کے طور پر خدمت کیلئے تیار ہوں۔ خواہ ان کی تعداد تھوڑی ہو۔ اپنی متعلقہ ذیلی تنظیموں سے انصار' لجنات اور خدام وغیرہ کا انتخاب کریں۔ وہ اس کام کیلئے آگے آئیں۔ مثلاً پندرہ دن کیلئے انہیں صرف اتنا کچھ پڑھایا جائے (اور اس سے زائد ہرگز نہیں) جسے وہ پوری اہلیت کے ساتھ اخذ کر سکیں۔ یہاں تک کہ اس قدر علم وہ نہایت مہارت سے دوسروں کو سکھا دیں.........

یہ سب کچھ کر لینے کے بعد اگلا مرحلہ اس وقت آئے گا جب وہ تربیت یافتہ استاد اپنے قصبوں اور علاقوں میں واپس جائیں گے۔ وہاں جا کر ان کا کام ہو گا کہ اس قسم کی کلاسیں جاری کریں۔ اور دوسروں کو تعلیم دیں۔ عام شاگردوں کی طرح نہیں بلکہ جس طرح ٹریننگ کالجوں کے طلباء کو تعلیم دی جاتی ہے۔ اور جب ان کے بارہ میں یقین ہو جائے کہ اب یہ آگے دوسروں کو اسی قدر پڑھا سکتے ہیں تو یہ حسب دستور کلاسیں جاری کر کے مزید شاگردوں کو وہ کچھ پڑھائیں جو انہوں نے سیکھا ہے۔ اور ان کے استاد اپنے پہلے استادوں کے پاس جائیں جنہوں نے اب تک مزید علم حاصل کر لیا ہو گا۔ اور وہ یہ مزید علم حاصل کریں اور اچھی طرح حاصل کرنے کے بعد اپنے پرانے شاگردوں کے پاس جائیں اور انہیں یہ زائد علم پڑھائیں اور یہ سلسلہ جاری رہے۔

ہر جگہ مناسب طور پر اس سکیم کے نفاذ کی صورت میں آپ کو متنبہ کرتا ہوں کہ ترقی کی رفتار آہستہ ہو گی۔ اور اسے آہستہ ہی ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس معاملہ میں ہمیں ایک آہستہ اور محتاط آغاز کی ضرورت ہے.........

مجھے امید ہے کہ اس طریق سے اپنا مقصد حاصل کرتے ہوئے ہم ہر گھرانے کو درست طور پر پڑھانے کا ایک معیاری ذریعہ مہیا کر سکیں گے۔ اور یہ ہمارا اصل مقصد ہے۔" (ماہنامہ انصار اللہ اپریل ۱۹۹۲ء)

Monthly **Ansarullah** Rabwah

EDITOR: NASRULLAH KHAN NASIR

Regd. No. CPL-92 May 1998

اِنقلاب کے تقاضے!

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ ۲ رمئی ۱۹۹۷ء ہالینڈ میں فرمایا:-

"... صدی کے لحاظ سے مجھے بہت جلدی ہے اور مَیں اِس معاملہ میں سخت بے قرار ہوں کہ کسی طرح جماعت اُٹھ کھڑی ہو، بیدار ہو جائے کیونکہ ہماری صدی گزرنے میں بہت تھوڑا وقت باقی ہے اور ایسی نئی صدی میں ہم نے داخل ہونا ہے جب کہ ساری دُنیا کی ذمّہ داریاں ہم پر پہلے سے بہت زیادہ ڈالی جائیں گی اور یہ ذمّہ داریاں کئی طرح سے پہلے سے زیادہ ہوں گی۔ اوّل یہ کہ ہر صدی کے موڑ پر خدا تعالیٰ نے ایک انقلاب برپا کر رکھا ہے وہ انقلاب تو آتا دکھائی دے رہا ہے اس انقلاب کے تقاضے ہیں جو ہم نے پورے کرنے ہیں اور جو خدا تعالیٰ نے اسلام کی تائید میں ہوائیں چلائی ہیں ان سے پورا فائدہ اُٹھانا ہے۔ اپنی صلاحیتوں کے بادبان کھولنے ہیں ان کا رُخ ایسا کرنا ہے کہ وہ ہوائیں ان میں بھر کر انہیں بڑی تیزی سے آگے بڑھائیں اور اس صدی کے اختتام میں تین سال بمشکل باقی ہیں اِسی لئے ایک تو یہ فکر کی بات ہے کہ ہم اس صدی کے اختتام تک کیا واقعی نئی آنے والی ذمّہ داریوں کے ادا کرنے کے اہل ہو چکے ہوں گے۔

ایک دوسرا پہلو یہ ہے کہ دُنیا میں جہاں جہاں بھی جماعتِ احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کر رہی ہے اور تیزی کے ساتھ انقلاب برپا ہو رہا ہے وہاں اس انقلاب کے اپنے جو تقاضے ہیں ان کو وہ کیسے پورا کر سکتے ہیں۔ دیکھو اگر ایک آدمی اگر کسی ایک شخص کو مسلمان بنا لے تو اس کو اپنے ساتھ لگا کر اپنے پَروں کے نیچے رکھ کر ان کی تربیت کرنا بھی ایک بڑا کام ہے اور بہت کم ہیں جو اِس کام کو جیسا کہ حق ہے ادا کرتے ہیں۔ بیعت کروالی اور سمجھ لیا کہ مقصد حل ہو گیا حالانکہ بیعت کے ساتھ مقصد حل ہونے کا آغاز ہوتا ہے نہ کہ مقصد حل ہونا۔ بیعت تو اس کے سوا اَور کوئی حقیقت نہیں رکھتی کہ ایک شخص نے اپنے آپ کو آپ کے سپرد کر دیا یعنی جماعتِ احمدیہ کی پناہ میں آ گیا اور کہا کہ اب مجھ پر جو عمل کرنا ہے کرو جیسا مجھے بنانا چاہتے ہو بنا لو....." (الفضل انٹرنیشنل ۲۰ رجون ۱۹۹۷ء)